﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک23دسمبر 2016ء — 22ربیع الاوّل 1438 ہجری قمری ❁ 23فتح 1395 ہجری شمسی | شمارہ52

تیمّم کی اجازت

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ہار گُم ہوگیا جس کی تلاش کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ اس وقت وضو کے لئے پانی میسر نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی اور لوگوں نے پہلی دفعہ تیمّم کیا۔

(صحیح بخاری کتاب التیمم باب قول اللہ فلم تجدوا حدیث نمبر322)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اللہ کی قسم! اسلام کی زندگی کے لئے عیسیٰؑ کی موت اُس کی زندگی سے بہتر ہے اور دین اسلام کی تمام تر فتح اُس کی موت میں ہے۔ اور اللہ کی قسم! اس دین (اسلام) کی زندگی اور ابن مریم کی زندگی ہرگز اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ان کی حیات نے نصاریٰ کی کیسی مدد کی اور انہیں آگے بڑھایا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ وفات پا گیا اور مُردوں سے جاملا، اور اس پر کتاب وسنّت میں بہت سے دلائل ہیں۔

’’اے لوگو! سیدھی راہ کی حدود سے تجاوز نہ کرو اور سیدھی ڈنڈی سے تولو۔ اور اللہ کی قسم! اسلام کی زندگی کے لئے عیسیٰؑ کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے۔ اور دین اسلام کی تمام تر فتح اس کی موت میں ہے۔ کیا تم خیر کو شر سے بدلنا چاہتے ہو۔ اور نفع ونقصان کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ کی قسم! اس دین (اسلام) کی زندگی اور ابن مریم کی زندگی ہرگز اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ ان کی حیات نے اب تک کیا تعمیر اور کیا تخریب کی اور تم دیکھ رہے ہو کہ ان کی حیات نے نصاریٰ کی کیسی مدد کی اور انہیں آگے بڑھایا اور دین قیّم کو مجروح کیا۔ جب اس (حیات مسیح) کا نقصان بالکل ہمارے سامنے ثابت ہوچکا ہے تو پھر ہمارے بعد کے زمانہ میں اس سے خیر کی کیونکر توقع کی جاسکتی ہے۔ اور جب ہم نے ایک طویل مدت تک ان کی حیات کے نقصانات کا تجربہ کرلیا ہے تو اس کے بعد اس عقیدہ سے کس خیر کی توقع کی جاسکتی ہے۔ عقلمند وہ ہے جو تجربات سے اعراض نہیں کرتا۔ اور اللہ حکمت کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔ اور انہیں ضلالت کے دروازوں سے بچاتا ہے۔ اور بلاشبہ عیسیٰؑ کی زندگی اور اس کے نزول کا عقیدہ گمراہ کن کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اور انواع واقسام کے وبال کے سوا اس سے کوئی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ اور اللہ کے افعال میں ایسی حکمتیں ہوتی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے۔ اور ایسی مصلحتیں ہوتی ہیں جن کو تم چھو بھی نہیں سکتے۔ اللہ تم پر رحم کرے سوچو تو کہ حیات مسیح کا عقیدہ جیسا کہ اب تک تم اُس پر اصرار کررہے ہو۔ پھر زمانے کے آخر میں ان کے نزول کا عقیدہ ایسا امر ہے جس نے تمہیں ذرہ بھر فائدہ نہیں پہنچایا۔ اور نہ اس نے ہمارے اس دین کی تائید کی ہے جو سب دینوں سے بہتر ہے بلکہ عیسائی مذہب کی تائید کی ہے۔ اور فوج درفوج مسلمانوں کو صلیبی مذہب میں داخل کیا ہے۔

اے مسلمانوں کے گروہ! مجھے معلوم نہیں کہ تم نے اس کے نزول کی کیا ضرورت محسوس کی، اور اُس کی حیات تمہیں نقصان پہنچاتی ہے فائدہ نہیں۔ کیا تمہیں گزشتہ سالوں میں اِس کا نقصان نظر نہیں آیا۔ کیا گذرے ہوئے زمانے میں اس عقیدے نے تمہیں کوئی فائدہ پہنچایا؟ نہیں بلکہ تمہیں بربادی میں بڑھایا اور مرد وزن مرتد ہوئے۔ پس اے جوانو! اس کے بعد اُس سے کس خیر کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ اور تم دیکھ چکے ہو کہ عیسائیت قبول کرنے والے پادریوں کی طرف ان سے جالوں کے ذریعہ کھینچے گئے۔ یہ وہ چور ہے جس نے انہیں ضلالت کے کنوئیں میں پھینک دیا۔ حالانکہ وہ اس ملت (اسلامیہ) کی ذرّیت ونسل تھے۔ اور پھر وہ سانپوں یا جنگل کے درندوں کی طرح ہوگئے۔ اور انہوں نے اسلام سے عداوت کی اور اسے گدھوں جیسی ناپسندیدہ آواز کے ساتھ برا بھلا کہا۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں اور والدین کو چیختے چلّاتے چھوڑ دیا۔ اور خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنے اور کتب سابقہ میں سے اکمل ترین کتاب (قرآن کریم) کی توہین کرنے میں اپنی زندگی وقف کردی۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ تو شاعرانہ کلام ہے اور کون شخص اس سے فیضیاب ہورہا ہے۔ اور انہوں نے ہمارے دین کو تمسخر کا نشانہ بنایا، اور اس کا ذکر صرف طعن کے رنگ میں کرتے ہیں اور کہا کہ اگر تم اس دین (اسلام) کی حالت میں مرے تو یقینی طور پر آگ میں داخل ہوگے۔ اللہ تمہیں صحیح راہ کی توفیق دے۔ اور عتاب کی راہوں سے بچائے۔ تمہیں معلوم ہو کہ یہ فتنہ (عیسائیت) جسے تم معمولی سمجھتے ہو اللہ کے نزدیک بہت سنگین فتنہ ہے۔ اور اس فتنہ نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا اور انہیں دوزخ کی آگ میں داخل کردیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں کئی جگہوں میں اس (فتنے) کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اسی عقیدہ کی طرف آسمان کا پھٹنا اور پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہوکر گرنا اور عظیم غضب کے آثار کا ظہور منسوب کیا ہے۔

اللہ کی قسم! میں اس امر سے سخت حیران ہوں کہ مسلمانوں نے ایسے قول کے ذریعہ جو حضرت کبریا کے قول کے مخالف ہے عیسائیوں کی مدد کی اور انہوں نے کہا کہ عیسیٰؑ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور وہ آئندہ کسی زمانہ میں زمین پر نازل ہوگا۔ اور یہ عیسائیوں کے نزدیک مسیح کو معبود بنانے پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ اور اسی دلیل کے ذریعہ وہ بہت سے جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ وفات پا گیا اور مُردوں سے جاملا، اور اس پر کتاب وسنت میں بہت سے دلائل ہیں۔ اور قرآن نے اس کی موت کا ذکر متعدد مقامات پر کیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شبِ معراج میں یحیٰؑ کے پاس دوسرے آسمان پر مُردوں میں دیکھا۔ اور اس شہادت سے بڑی اور عظیم شہادت کیا ہوسکتی ہے لیکن اس کے باوجود پھر بھی جاہل لوگ میری اس بات کو سن کر مجھ پر حملہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تلوار ہوتی تو ہم تجھے ضرور قتل کردیتے۔ جب کہ اللہ کی تلوار اس گروہ کی تلواروں سے کہیں زیادہ تیز ہے۔ کیا ان میں سے بعض نے مباہلہ کے وقت اللہ کی تلوار کی ضرب کا مشاہدہ نہیں کیا؟ اور قرآن میں عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر بتکرار ہوا ہے اور اس کا ذکر بھی ہوا ہے کہ آپ کو ایک بلند جگہ میں پناہ دی جو نہایت پُرسکون اور چشموں والی تھی۔ اور دیگر دلائل سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ قطعی طور پر سرزمین کشمیر ہے۔ اور وہاں عیسیٰؑ کی قبر ملی ہے اور یہ قصہ قدیم کتابوں میں موجود ہے جسے تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اور حق کھل کر ظاہر ہوگیا اور ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور اس سرزمین (کشمیر) کے رہنے والوں نے شہادت دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک نبی کی قبر ہے۔ جس نے اپنی قوم کی ایذا رسانی کے بعد اس سرزمین کی طرف ہجرت کی تھی اور اس واقعہ پر اندازاً دو ہزار سال کے لگ بھگ عرصہ گذر چکا ہے۔‘‘ ......(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 116 تا120۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

جاپان

ٹوکیو کے مرکزی علاقہ میں جاپان کے سب سے بڑے بُک فیئر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلام کے امن ومحبت کے پیغام پر مشتمل شاندار نمائش کا اہتمام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جاپان کو بمقام Tokyo Bigsite، تیئسویں انٹرنیشنل بُک فیئر میں 23 تا25 ستمبر 2016ء جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر مشتمل نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ جاپانی ترجمۃ القرآن، لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم، امام مہدی ومسیح موعود کی بعثت کی خوش خبری اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ''امن عالم'' کے

موضوع پر خطابات نمائش کی زینت تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے کرام کی تصاویر بھی لگائی گئی تھیں۔ جماعت احمدیہ جاپان ہر سال ٹوکیو انٹرنیشنل بُک فیئر کے ذریعہ اسلام احمدیت کے پیغام کی اشاعت کی توفیق پا رہی ہے۔ کئی اسلامی ممالک بھی اس موقع پر اپنے سٹال لگاتے ہیں لیکن ہر سال اسلام کی نمائندگی کی توفیق جماعت احمدیہ کو نصیب ہوتی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مکرم صباح الظفر صاحب مبلغ سلسلہ جاپان کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق سٹال پر جاپانی زبان بولنے اور سمجھنے والے خدّام جاپانیوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ہمہ وقت موجود رہے۔ قرآن کریم کا تعارف، اسلام احمدیت کا امتیاز اور امن کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ جاپان کی خدمات ہر آنے والے کو اسلام احمدیت کی طرف متوجہ کر رہی تھیں اور اکثر مہمان کچھ دیر ٹھہر کر تفصیلی تعارف حاصل کرتے جس کے ساتھ سوال وجواب کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا اور آخر پر دوبارہ رابطہ کرنے کا وعدہ کرکے رخصت ہوتے۔

پہلے جاپانی احمدی مسلمان اور مترجم قرآن مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب جن کی عمر 85 برس سے زائد ہے وہ بھی احمدی نوجوانوں کے ساتھ سارا دن سٹال پر موجود رہے اور قرآن کریم کے ترجمہ کے مراحل اور اس خوبصورت کتاب کے محاسن سے جاپانی احباب کو آگاہ کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تین دن میں پانچ ہزار سے زائد لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ جاپانی ترجمۃ القرآن کے 55 نسخے جاپانی احباب نے حاصل کئے۔ کنفیوشس ازم، بدھ ازم، عیسائی مذاہب کے نمائندگان، ملائیشیا، ترکی اور ایران کے سفارتی عملے کے علاوہ مختلف کمپنیوں، پبلشرز اور اداروں کے نمائندگان، یونیورسٹیوں کے طلباء اور پروفیسرز نے ہمارے سٹال کا دورہ کیا اور تفصیلی معلومات حاصل کیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں دنیا بھر میں اسلام احمدیت کی اشاعت غیر معمولی نتائج ظاہر کر رہی ہے۔

اس بُک فیئر کے موقع پر پیش آمدہ چند ایمان افروز واقعات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

☆...... بُک فیئر کے دوسرے روز دو چینی مسلمان خواتین سٹال پر تشریف لائیں۔ انہیں اسلام احمدیت کا تعارف کرواتے ہوئے Life of Muhammad(sa) کا جاپانی ترجمہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے کتاب کا اچھی طرح سے جائزہ لیا اور کہنے لگیں کہ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے بلکہ

چینی ترجمہ کے ساتھ موجود ہے۔

☆......اسی طرح ایک جاپانی پروفیسر کو World Crisis & the Pathway to Peace پیش کی گئی تو انہوں نے انگریزی کتاب حاصل کرتے ہوئے کہا کہ میں انڈونیشن جانتا ہوں اور گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں کسی احمدی نے یہ کتاب مجھے دی تھی۔ اس لئے یہ آپ رکھ لیں اور مجھے انگریزی ایڈیشن دیدیں۔

☆......کچھ ایرانی دوست سٹال پر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ہم جماعت احمدیہ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں اور قرآن کریم اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت اور دیگر خدمات پر جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

☆...... بُک فیئر کے پہلے دن ایرانی سفارتخانہ کی ایک عہدیدار سٹال پر تشریف لائیں اور انہوں نے اسلام احمدیت کا تعارف حاصل کیا۔ امام مہدی کے نزول کی خبر ان کے لئے بالکل نئی بات تھی۔ انہیں امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کے ہندوستان میں نزول کی خوشخبری سنائی گئی اور درثمین فارسی کا تحفہ پیش کیا گیا اور اس موقع پر چند اشعار سنائے گئے تو موصوفہ غیر معمولی طور پر متأثر ہوئیں اور حضور علیہ السلام کا مبارک کلام سن کر داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔

اگلے دن وہ اپنی ایک اور ایرانی دوست اور فارسی زبان کی ایک جاپانی طالبہ کو ساتھ لے کر آئیں اور انہیں بتانے لگیں کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں میں وہ واحد فرقہ ہے جو امام مہدی کی آمد کی بات کر رہا ہے۔ انہوں نے تفصیلی تبادلہ خیالات کیا۔ فارسی زبان میں لٹریچر حاصل کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر بنائیں۔

☆...... بُک فیئر کے آخری دن ایک جاپانی دوست سٹال پر تشریف لائے اور مبلغ سلسلہ سے گفتگو کے دوران کہنے لگے کہ کیا آپ وہی مسلمان ہیں جنہوں نے ناگویا میں جاپان کی سب سے بڑی مسجد بنائی ہے؟ اور کیا آپ وہی لوگ ہیں جو جاپان میں آنے والے زلزلوں میں خدمت خلق کے حوالہ سے مشہور ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ انٹرنیٹ کے ذریعہ جماعت کا بخوبی تعارف حاصل کر چکے ہیں اور جماعت کی سرگرمیوں سے آگاہ ہیں۔ انہوں نے حضور انور کے خطابات کا جاپانی ترجمہ اور جماعت احمدیہ کے تعارف پر مبنی بروشرز حاصل کئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ بہت اچھا کام کر رہے ہیں اپنے عمل سے بھی اور تعلیم سے بھی دنیا میں امن کے قیام کی کوششیں کر رہے ہیں۔

جاپان میں اسلام پر ایک تحقیقی کتاب میں جماعت کا ذکر

بُک فیئر کے آخری دن ایک جاپانی خاتون سکالر سٹال پر تشریف لائیں۔ موصوفہ تین چار سال سے جماعت سے رابطہ میں ہیں اور 2015ء میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورۂ جاپان کے موقع پر حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکی ہیں۔ انہوں نے ''جاپان میں اسلام'' کے بارہ میں ایک تحقیقی کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں عمومی طور پر جاپان میں اسلام کے بارہ میں تحقیق کرتے ہوئے ایک پرانی مسلمان تنظیم کو موضوع بنایا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس کتاب کے آخری باب میں انہوں نے جماعت احمدیہ کا ذکر کیا ہے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا عملی نمونہ دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ جاپان کی زلزلوں میں خدمات کو دیکھیں۔ اس جماعت نے اپنے عمل سے اسلام کی خوبصورتی ثابت کی ہے اور جاپانیوں کے دلوں میں ایک مقام بنایا ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیف مکرم مبلغ انچارج صاحب کو تحفۃً پیش کی۔

....

نائیجر (مغربی افریقہ)

نائیجر کے ریجن مرادی (Mradi) کے ایک گاؤں Grangato میں احمدیہ مسجد کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نائیجر کو مرادی ریجن کے ایک گاؤں Grangato میں احمدیہ مسجد بنانے کی توفیق ملی۔

مکرم میاں محمد عبداللہ ثاقب صاحب مبلغ سلسلہ نائیجر کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق یہ مسجد جون 2016ء میں تعمیر ہو چکی تھی لیکن بارشوں کی وجہ سے گاؤں کی طرف جانے والے سارے راستے چار مہینوں تک بند رہے۔ اس صورتحال کی وجہ سے گاؤں والوں کو پیغام دیا گیا کہ وہ مسجد کھول لیں۔ لیکن اس گاؤں کے صدر جماعت نے کہا کہ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے علاقہ میں خلافت احمدیہ کی شفقتوں سے جو پہلا پختہ اینٹوں کا گھر بنا ہے وہ کسی انسان کا نہیں بلکہ خدا کا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ خدا کے گھر میں پہلی نماز ہم خلیفۃ المسیح کے نمائندہ کے ساتھ ادا کریں۔ چنانچہ بارشوں کے پورے سیزن میں گاؤں والوں نے مٹی کی مسجد میں ہی نمازیں ادا کیں جس کی چھت جگہ جگہ سے ٹپکتی ہے۔

نئی پختہ مسجد کی تعمیر میں جماعت کی طرف سے میٹریل اور ایک مستری مہیا کیا گیا تھا۔ اُسے اینٹیں، سیمنٹ وغیرہ پہنچائے گئے اور پانی پہنچانے کے لئے افراد جماعت نے وقارعمل کے ذریعے تین کلومیٹر کے فاصلے سے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 430

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا حالیہ دورۂ کینیڈا اور وہاں کے عرب احباب (4)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورۂ کینیڈا کے دوران وہاں کے عرب احمدیوں کی ملاقاتوں اور خلیفۂ وقت سے تعلق کا کسی قدر احوال نقل کیا تھا۔اس سلسلہ کی یہ آخری قسط ہوگی جس میں مزید کچھ امور بیان کئے جائیں گے۔

عربوں کا اجتماع

23 اکتوبر 2016ء بروز اتوار تمام عرب احباب کا اجتماع تھا۔الحمد للہ سارے عرب احباب بڑی محبت اور جوش سے آئے ،تقاریر سنیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان، خلافت سے محبت کے علاوہ اپنے ملکوں سے بحفظ وامان کینیڈا میں پہنچنے اور پھر خلیفۂ وقت کو دیکھنے اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے جیسی بے پایاں نعمتوں کے پانے پر جذبات تشکر سے بھر گئے۔شام 6 بجے کے قریب یہ پروگرام اپنے اختتام کی طرف جارہا تھا ۔کیونکہ 6 بجے ملاقاتیں شروع ہونی تھیں اور بعض عرب فیملیز کی ملاقات بھی تھی۔اوریہی وقت حضور انور کے ملاقاتوں کے لئے تشریف لانے کا تھا۔ایسے میں بعض منتظمین نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ ملاقاتوں کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے ان عربوں کو ایک دومنٹ کے لئے اپنے دیدار کا شرف عطا فرمادیں۔

پیارے آقا نے ازراہ شفقت یہ درخواست قبول فرمالی اس وقت اس اجتماع میں خلیفہ وقت کی شفقتوں اور عنایتوں کا ہی ذکر ہورہا تھااس وقت جب خاکسار نے یہ اعلان کیا کہ خلیفہ وقت آپ لوگوں پر ایک اور احسان فرماتے ہوئے بنفس نفیس یہاں تشریف لانے والے ہیں،تو یہ اعلان سنتے ہی بے اختیاری کے عالم میں عرب احباب کی زبانوں سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوگئے۔کئی احباب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔پھر سب کی نظریں حضور انور کی آمد کے راستے پر مرکوز ہوگئیں۔

کچھ ہی دیر کے بعد جب حضور انور تشریف لائے تو نعرہ ہائے تکبیر سے سارا ہال گونج اٹھا۔ایسا جوش اور ایسی والہانہ محبت کا اظہار تھا کہ جیسے جذبات کا کوئی ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بہ رہا ہو۔حضور انور نے سلام کے بعد کچھ دیر تشریف رکھی ، پروگرام کے بارہ میں پوچھنے کے بعد استفسار فرمایا کہ کتنی فیملیز کی ملاقات نہیں ہو پائے گی۔عرض کیا گیا کہ حضور! پروگرام کے مطابق سب کی ملاقات ہوجائے گی۔

حضورانو رنے فرمایا کہ پھر اکثر فیملیز کے ساتھ پرائیویٹ ملاقاتوں میں بات ہوگئی ہے اور باقی کے ساتھ بات ہوجائے گی۔اس کے بعد حضور انور لجنہ کی طرف تشریف لے گئے تو بہت جذباتی منظر دیکھنے کوملا۔وہاں بچیوں نے جلد ہی ترانہ پڑھنے کا انتظام کرلیا تھا۔حضور انور نے ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے بچیوں کا ترانہ سنا ایسے میں ماؤں نے اپنے بچوں کو حضور انور کے قریب کرنا شروع کردیا اور حضور انور نے بھی کمال شفقت سے انہیں پیار دیا۔اس کے بعد حضور انور وہاں سے رخصت ہوگئے۔

عربوں کے پروگرام میں یہ دو چار منٹ کی تشریف آوری ان کے جذبات میں تلاطم پیدا کرگئی۔محبت خلافت میں ان کی آنکھیں اشکبار تھیں اور خدا کے شکر کے اظہار سے ان کی زبانیں تر تھیں۔

عرب خواتین کا اجتماع

اگلے روز 24؍اکتوبر 2016ء کوعرب خواتین نے علیحدہ ملاقات کی درخواست کی ہوئی تھی جو حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمالی۔اس میں حضور انور جب تشریف لائے تو وہی کیفیت دیکھنے کوملی جو ایک روز پہلے تھی۔سب کی آنکھیں اشکوں سے تر تھیں اور زبان سے خدا کے شکر کا اظہار ہورہا تھا۔حضور انور کے اندر تشریف لاتے ہی سب نے کھڑے ہوکر ایک قصیدہ پڑھا جس کے بعد حضور انور نے سوال کرنے کا موقع عطا فرمایا۔اکثر خواتین نے اسی بات کا اظہار کیا کہ حضور انور کو بالمشافہ دیکھنا ہمارا خواب تھا اور آج حضور انور کواپنے سامنے پاکر ہمارا خواب پورا ہوگیا ہے۔

ایک بہن نے کہا کہ پہلے تو حضور انور سے صرف خواب میں ہی ملاقات ہوتی تھی اور جس رات حضور انور کو خواب میں دیکھتے تھے اس سے اگلا سارا دن ایک عجیب خوشی اور سرور کی کیفیت میں گزرتا تھا۔اب حضور انور کو سامنے دیکھا ہے تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔

ایک بہن نے کہا کہ سیّدی! میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضور انور ہمارے گھر تشریف لائے ہیں، کھانا تناول فرمایا ہے اور ہمارے گھر میں نماز پڑھائی ہے۔ہم نے یہ خط قبل ازیں حضور انور کی خدمت میں تحریر کیا تھا جس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا خواب پورا فرمائے۔اس لئے درخواست ہے کہ حضور انور ہمارے گھر تشریف لائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی خواب کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب نے جماعت احمدیہ کے مادی اور روحانی مائدہ پر مل کر کھانا کھایا ہے اس طرح آپ کا خواب پورا ہوگیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے سب خواتین وبچگان میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔اور کئی خواتین کی درخواست پر بعد میں انہیں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھیوں کا تحفہ بھی عنایت فرمایا۔

یہاں پر یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ خلیفہ وقت کی کسی ملک میں آمد سے سوکھی شاخوں میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور کئی درخت ہرے ہوجاتے ہیں۔حضور انور کے کینیڈا کے دورہ کے دوران بعض پرانے عرب احمدی بھی جن کا جماعت سے تعلق کسی قدر کمزور ہوگیا تھا دوبارہ بھرپور انداز میں ان جماعتی پروگرامز میں شامل ہوئے۔خلیفۂ وقت سے ملاقات نے ان میں نئی روح پھونک دی۔

حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد

آخر پر خاکسار ایک فدائی کا ذکر کرنا چاہتا ہے جس کا نام احمد درویش ہے۔ ان کے بھائی مکرم عبد اللہ درویش صاحب نے 2008ء میں بیعت کرلی تھی۔آگے کی کہانی کا حال خود ان کی زبانی سنئے،وہ کہتے ہیں کہ:

جب میرے بھائی نے احمدیت قبول کی تو باوجود اس کے کہ میں مذہب سے دور تھا پھر بھی مجھے بھائی کے اقدام پر شدید غصہ آتا تھا اور اکثر میں اس سے الجھ جاتا۔میری سخت زبانی اور بدگوئی کے باعث میرے بھائی نے مجھ سے کنارا کرلیا۔2011ء میں شام کے حالات خراب ہونے شروع ہوگئے اور میں نے شامی حکومت کے مخالف گروہ میں شامل ہوکر حکومت کو گرانے کی سازشوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔اس دوران مجھے شامی معاشرہ میں پائی جانے والی تمام دینی جماعتوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔حالات کی خرابی کے باعث ہم اہل خاندان حلب شہر کے مضافاتی علاقے میں منتقل ہوگئے اور اکٹھے مل کر رہنے لگے۔ایسے میں مجھے اپنے بھائی کے ساتھ دوبارہ دینی امور کے بارہ میں بحث کرنے کا موقع مل گیا۔میں جب بھی اس سے کسی امر کے بارہ میں سوال کرتا تواس کا جواب مجھے حیران کردیتا اور میں دل میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ دراصل یہی درست رائے ہے۔میرا دل کہتا تھا کہ یہی صحیح اسلامی تعلیم کا عکاس جواب ہے لیکن شدتِ مخالفت کی وجہ سے اس بات کو چھپانے پر مجبور ہو جاتا اور بظاہر اپنے بھائی کی مخالفت پر ہی قائم رہتا۔ہماری گفتگو چلتے چلتے وفات مسیحؑ کے موضوع تک آ پہنچی۔اس موضوع کے بارہ میں قاطع دلائل نے میرے ذہن میں پلنے والے اوہام کو یکسر مٹا کر رکھ دیا، یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے اپنے بھائی سے جماعت کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔میں نے اس سے جماعت کی بعض کتب کے بارہ میں پوچھا۔اس نے کہا کہ تمام کتابیں اسی گھر میں ہیں جسے ہم بمباری کے خوف سے چھوڑ آئے ہیں۔جب حق دل میں راسخ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک کمزور انسان کو بھی اتنی قوت عطا کر دیتا ہے کہ وہ ایک تو کیا آگ کے کئی دریا پاٹنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔میری حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی چنانچہ میں نے بھی اس وقت بمباری، دہشتگردی اور کشت وخون سے بھرپور علاقے میں واپس جاکر اپنے بھائی کے گھر میں موجود کتب لانے کا فیصلہ کرلیا۔میرا یہ فیصلہ جان پر کھیل جانے کے مترادف تھا لیکن الحمد للہ کہ میں اس خطرناک سفر پر نکلا اور بانیلِ مرام واپس آ گیا۔

واپس آکر میں نے ان کتب کا مطالعہ کیا تو دل سے احمدی ہو گیا۔لیکن خانہ جنگی کی صورتحال میں میری بیعت ارسال نہ کی جاسکی۔ایک سال کے بعد میں ہجرت کرکے ترکی پہنچا تو پہلا کام یہ کیا کہ بیعت فارم پُر کرکے حضور انور کی خدمت میں ارسال کردیا۔

ایک وقت تھا کہ ان کو جماعت سے سخت نفرت تھی اور اب جب حضور انور کینیڈا تشریف لائے تو پیارے آقا کی محبت نے انہیں اپنا اسیر کرلیا۔وہ کہتے ہیں کہ جب میری پہلی نظر خلیفۂ وقت کے رُوئے تاباں پر پڑی تو میں نے بے اختیاری کے عالم میں کہا کہ یہی وہ چہرہ ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔میں سمجھتا ہوں کہ میں اسی کی زیارت کے لئے کینیڈا آیا ہوں۔پھر خلیفہ وقت کی محبت کی ایسی شمع ان کے دل میں روشن ہوگئی کہ ان کا اپنے گھر میں دل نہ لگتا تھا۔روزانہ لینگویج سکول سے فارغ ہوکر یہ جلدی جلدی دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد اگر کار میسر ہوتی تو اس پر، بصورت دیگر اڑھائی گھنٹے کے بس کے سفر کے بعد پیس ویلیج پہنچ جاتے اور وہاں پر ایک نکڑ پر کھڑے ہوجاتے۔اور پھر جب تقریباً 6 بجے کے قریب حضور انور ملاقاتوں کے لئے تشریف لانے کے لئے اس نکڑ کے قریب سے گزرتے تو یہ بھیگی آنکھوں،کانپتے ہونٹوں اور بھرائی ہوئی بلند آواز میں کہتے: أُحِبُّکَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن یعنی اے امیر المومنین! مجھے آپ سے محبت ہے۔

اللہ اللہ! یہ محبت یکطرفہ نہیں ہے۔اس سے زیادہ محبت کا اظہار حضرت امیر المومنین کی طرف سے تھا۔احمد درویش صاحب کی حضور انور سے ملاقات میں جب خاکسار نے یہ عرض کیا کہ حضور یہ اکثر وہاں نکڑ پر کھڑے ہوکر أُحِبُّکَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن کہتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا ہاں میں کبھی کبھی ان کی آواز سنتا ہوں۔

اس قدر ہجوم میں جہاں ان تمام سڑکوں کے دونوں طرف لوگ جمع ہوتے تھے،کوئی اپنے اپنے طریق پر نعرے لگا رہا ہوتا تھا، بے شمار لوگ بآواز بلند حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کررہے ہوتے تھے اور بعض شعر یا نظمیں بھی پڑھنا شروع کردیتے تھے،اس ہجوم میں حضور انور اس عاشق کی آواز کو پہچان لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہاں میں کبھی کبھی ان کی یہ آواز بھی سنتا ہوں۔سبحان اللہ۔

جب احمد درویش صاحب کو حضور انور کے جواب سے مطلع کیا گیا تو وہ فرطِ جذبات سے آبدیدہ ہوگئے۔

ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب حضور انور پیس ویلیج سے کیلگری کے لئے روانہ ہورہے تھے تو یہ اس وقت روئے جارہے تھے بلکہ حضور انور کی روانگی کے بعد ان کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور بِلک بِلک کر بچوں کی طرح رونے لگ گئے۔کچھ سنبھلے تو کہنے لگے کہ میں نے اپنا گھر اپنی آنکھوں کے سامنے گولہ بارود سے تباہ ہوتے دیکھا، ہم اپنے گھر کو مع اس کے سازوسامان کے چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہوگئے لیکن میری آنکھ سے ایک آنسو نہیں بہا۔ پھر ہم اپنا ملک بھی چھوڑنے پر مجبور ہوگئے اس وقت بھی میری آنکھ سے ایک آنسو نہیں بہا۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے لوگوں کو مرتے دیکھا لیکن ضبط کئے رکھا۔لیکن آج خلیفۂ وقت اتنی محبتیں بکھیرنے کے بعد جب یہاں سے گئے ہیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میرے سینے سے کچھ نکل کر ان کے ساتھ چلا گیا ہے۔خلیفۂ وقت کو ٹی وی پر دیکھ کر ایسی محبت کا کبھی احساس نہیں ہوا تھا جو پیارے آقا کو سامنے دیکھ کر اور آپ سے مل کر دل میں پیدا ہوگئی ہے۔ہمیں تو خلافت کی اہمیت اور اس سے تعلق کی عظمت کا احساس اب ہوا ہے۔

جب حضور انور نے واقفین نَو کے بارہ میں کینیڈا میں خطبہ ارشاد فرمایا تو انہوں نے خاکسار سے کہا کہ احمدی ہونے کے بعد ہماری کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی جسے میں خدا کی راہ میں وقف کرسکتا لیکن میں ڈرائیونگ جانتا ہوں اور جماعت کے لئے کسی بھی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

ان کی خواہش تھی کہ حضور انور کی قربت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں چنانچہ جب حضور انور کیلگری تشریف لے گئے تو انہوں نے حضور انور سے اجازت لے کر کیلگری کا سفر اختیار کیا اور حضور انور کے وہاں قیام تک ساتھ رہے۔ حضور انور کی وہاں سے روانگی کے بعد کہنے لگے کہ خوشی اور سرور کے ایام بہت جلد گزر گئے۔حضور انور کی روانگی کے بعد ایسے لگتا ہے کہ زندگی تھم کے رہ گئی ہے۔

شاید یہ شعر ان کے جذبات کی کسی قدر ترجمانی کررہا ہے:

حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد
رُوئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

یعنی افسوس کہ یار کی صحبت پلک جھپکنے میں ختم ہوگئی، ابھی جی بھر کے رُوئے گل کا دیدار بھی نہ کیا تھا کہ بہار ختم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پیارے آقا کے اس بابرکت دورہ کے غیر معمولی روحانی نتائج پیدا فرماتا رہے۔آمین۔

..................(باقی آئندہ)

برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی تاریخ پچاس سال یا اس سے زائد ہے۔ دنیاداروں کی نظر میں جب کسی خاص موقع کے پچاس سال پورے ہوتے ہیں تو وہ گولڈن جوبلی مناتے ہیں لیکن دینی جماعتوں کا یہ کام نہیں ہے اور خاص طور پر وہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے قائم ہوئی۔ اس کا مقصد دنیاوی طور پر جوبلیاں منانا نہیں بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ مقصد ہم نے حاصل کیا ہے؟ یا کیا وہ مقصد ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

خدا تعالیٰ کی خاطر کام کرنے والے اس چیز کو دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسوں کا انعقاد کیا اور اعلان فرمایا کہ آؤ اپنے عہد بیعت کی جزئیات کو سمجھنے کے لئے، اپنے ایمان اور ایقان میں اضافے کے لئے، اپنے اخلاقی معیاروں کو بلند کرنے کے لئے سال میں کم از کم ایک دفعہ یہاں مرکز میں جمع ہو جاؤ۔ اور جوں جوں جماعت وسعت پذیر ہے یہ جلسے بھی دنیا کے مختلف ممالک میں ہو رہے ہیں۔ قادیان سے نکل کے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ جلسے پھیل گئے ہیں۔ لیکن مقصد ہر ملک کے جلسے کا ایک ہی ہے کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے شروع کئے تھے اس سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور ہر احمدی پھر اسے اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔

جلسے میں آنے کا مقصد تب پورا ہو گا جب ہر احمدی اللہ تعالیٰ سے تعلق، معرفت اور روحانیت میں ترقی کرے۔ جب دینی علم میں اضافہ ہو۔ جب آپس کی محبت اور بھائی چارہ بڑھے۔ جب قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے پر لاگو کر کے اپنے عملی نمونوں سے اس کا اظہار کرو۔ پھر اپنے علم اور عمل سے دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچاؤ اور ان سب باتوں کے حصول کے لئے تقویٰ میں بڑھنا بہت ضروری ہے۔

ہم سب کو آج اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اگر کمزوریاں ہیں تو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ضرورت ہمارے ہر عمل سے ظاہر ہو۔ پاک تبدیلیاں ہمارے اندر پیدا ہوں۔ اگر یہ ہو گا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج ہم نے جو کچھ پایا ہے وہ دنیاوی دولتوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہماری پچاس سالہ جلسہ کی تقریبات یا سو سال سے زائد جماعت کی تاریخ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول، اس کی ناراضگی سے بچنے، اخلاق کی درستی، باہمی محبت، اتفاق و اخوّت، قرآن مجید کے مطالعہ اور اس کے حقائق و معارف سے آگاہی حاصل کرنے اور اپنی عملی حالتوں کی اصلاح سے متعلق نہایت اہم تاکیدی نصائح

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 12 اگست 2016ء بروز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس سال جماعت احمدیہ برطانیہ جلسہ سالانہ کو اس لئے بھی خاص اہمیت دے رہی ہے اور اس میں اس وجہ سے حاضری کے لئے بھی کوشش کی ہو گی اور لگتا ہے کہ اس کوشش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری میں اضافہ بھی ہے اور باہر سے بھی بہت سے لوگ اس لئے شامل ہو رہے ہیں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا یہ پچاسواں جلسہ سالانہ ہے۔ ’کہا جاتا ہے‘ مَیں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض حقائق جو بعد میں سامنے آئے ہیں ان کے مطابق دو ایسے جلسے بھی منعقد ہوئے جو کسی وجہ سے شمار میں نہیں آئے۔ سن 1949ء اور 1950ء میں۔ اس کے بعد 1964ء تک جلسے نہیں ہوئے اور 1964ء کے بعد بھی دو سال ایسے آئے جن میں جلسے منعقد نہیں ہوئے 1974ء میں اور پھر 2001ء میں۔ بعض پرانے لوگ 1949ء اور 1950ء کے جلسوں کو شمار نہیں کرتے۔ ایک عیدالاضحیٰ کے دن ہوا۔ ایک دن کے جلسے تھے۔ لیکن الفضل سے یہی پتا چلتا ہے کہ جلسے ہوئے۔

(ماخوذ از الفضل 25 دسمبر 1949ء صفحہ 11 و الفضل 13 اکتوبر 1950ء صفحہ 3)

بہرحال برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے حساب رکھنے میں جو غلطی ہوئی یا غلط فہمی ہوئی یا ان کو بوجوہ شمار نہیں کیا گیا یا ان جلسوں کو جو ایک دن کے لئے تھے جلسہ نہیں سمجھا گیا، جو بھی بات تھی لیکن یہ بات یقینی ہے کہ برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی تاریخ پچاس سال یا اس سے زائد ہے۔ اگر وہ دو جلسے شمار کر بھی لئے جائیں جن کو عام طور پہ بعض جلسہ نہیں شمار کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہے تو تب بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ اس سال میں قطع نظر اس کے کہ جلسوں کی تعداد کیا ہے۔ اپنے جلسوں کی پچاس سالہ تقریب منعقد کر رہی ہے۔ دنیاداروں کی نظر میں جب کسی خاص موقع کے پچاس سال پورے ہوتے ہیں تو وہ گولڈن جوبلی مناتے ہیں لیکن دینی جماعتوں کا یہ کام نہیں ہے اور خاص طور پر وہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے قائم ہوئی۔ اس کا مقصد دنیاوی طور پر جوبلیاں منانا نہیں بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ مقصد ہم نے حاصل کیا ہے؟ یا کیا وہ مقصد ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ ہم نے دیکھنا ہے کہ جس مقصد کے حصول کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اس کے حاصل کرنے کے لئے ہم نے کیا کوشش کی اور ہم کیا کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ جلسوں کا جو مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا اس کو حاصل کر کے ہم نے اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیا ہے؟

پس ہمارے سامنے ایک عرصہ پورا کر کے سلور جوبلی یا گولڈن جوبلی یا ڈائمنڈ جوبلی ہدف اور مقصد نہیں ہے جس میں دنیادار شور شرابے کر کے، تفریح کر کے، مبارکبادیں دے کر، دنیاوی نشانیاں قائم کر کے سمجھیں کہ کامیابی ہو گئی۔ دنیا دکھاوا ان میں زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق تو ایک طرف رہا حقوق العباد کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جوبلیاں تو ایک طرف رہیں چند سال کے بعد بعض ایسی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں جن میں شور شرابا، کھیل کود اور دکھاوے پر کروڑوں ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں۔

آج کل برازیل میں اولمپکس (Olympics) ہو رہے ہیں۔ چند دن کے کھیل کود کے لئے کئی بلین ڈالرز خرچ کر دیئے۔ ایسا ملک جس میں ایک بڑے طبقے کو کھانا بھی نہیں ملتا۔ کہتے ہیں حکومتی کارکنوں کی تنخواہیں بھی اتنی کم ہیں کہ مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ ہنگامی حالات نافذ کر کے اولمپکس کے لئے سٹیڈیم اور جگہیں بنائی گئیں بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امیروں کے علاقے سے ٹراموں اور ریل کی سہولتیں مہیا کی گئیں جبکہ وہ لوگ جو اُن علاقوں میں رہتے ہیں وہ سفر ہی اپنی کاروں کے ذریعہ کرتے ہیں اور اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ ایک عارضی مقصد کے لئے وہ سہولتیں بھی مہیا کی جائیں جن کا بعد میں کوئی اَور استعمال نہیں ہو سکتا بلکہ ان دنوں میں بھی نہیں ہو گا۔ ان دنوں کے بعد استعمال تو دور کی بات ہے ان دنوں میں بھی ان کا استعمال نہیں ہو رہا۔ صرف دکھاوا کرنے اور اپنی تقریبات کے رنگ بھرنے کے لئے اور بتانے کے لئے کہ ہم کتنے ترقی یافتہ ہیں ایک بے جا خرچ کیا گیا ہے۔ اگر غریبوں کو یہ سہولت مہیا کی جاتی تو بہتر تھا۔ ان کے علاقوں کے لئے ٹرامیں چلائی جاتیں، ریلیں چلائی جاتیں، ٹرانسپورٹ مہیا کی جاتی۔ غرض کہ چند دنوں کے کھیل کود کے لئے ملک کی معیشت جو پہلے ہی کمزور ہو رہی تھی بلکہ انتہائی نیچے جا رہی ہے اس کو مزید برباد کرنے کی کوشش ہوئی ہے۔ یہ سب اس امید پر خرچ کیا گیا کہ دیکھنے والوں کی ٹکٹوں کے ذریعہ سے آمدنی ہو جائے گی حالانکہ ہر اولمپک کا یہ تجربہ ہے کہ ان کی صرف امیدیں ہوتی ہیں۔ کبھی بھی خرچ پورے نہیں ہوتے۔ غرض کہ دنیاوی کاموں کے کرنے کا مقصد صرف ظاہری دکھاوا ہوتا ہے، شور شرابا ہوتا ہے، چاہے اس کے لئے عوام الناس کو ان کے حقوق سے محروم کرنا پڑے اور اس کے لئے آجکل وہاں عوام بہت شور مچا رہے ہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کی خاطر کام کرنے والے اس چیز کو دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی جماعتوں میں کام کرنے والے غرباء ہوتے ہیں جو خوشی سے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مصلح کو بھیجا جس نے اعلان کیا کہ اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ جس نے کہا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرنے کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں اور ہم نے اس کی بیعت میں آ کر یہ اعلان کیا کہ ہم ہمیشہ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

بعض لوگ بعض عہدیداروں کے خلاف یا بعض ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں۔ اس نے فلاں جرم کیا اور اس نے فلاں خلاف شریعت حرکت کی۔ لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی شکایتوں پر ظاہر ہے کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔

جو شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یا منافقت ہوتی ہے یا وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ دوسروں پر بھیانک الزام لگانے والے چاہے وہ کوئی عہدیدار ہے یا نہیں عہدیدار، اس وقت کسی کے بارے میں بھیانک اور خوفناک الزام لگاتے ہیں یا بڑی شدت سے الزام لگاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ذاتی مفادات دوسروں سے متاثر ہونے والے ہیں۔ پس تحقیق کرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے۔ ان تمام شکایت کرنے والوں پر واضح ہونا چاہئے جو نام نہیں لکھتے کہ ان کا یہ فعل کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں قرآنی حکم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کے بارے میں تحقیق کرو۔ جب نام ہی ظاہر نہیں ہو رہا تو تحقیق کس طرح ہو گی اور یہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ پس شکایت کرنے والا خود قرآن کریم کے حکم کو توڑتا ہے۔

چاہے کسی کو اپنے ذوقی نقطہ نظر سے یا معاشرے کے زیر اثر کوئی بات بری لگے لیکن اگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہ صحیح ہے تو وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ بعض لوگ اپنی طبیعت اور رسم و رواج سے متاثر ہو کر بعض معاملات میں سختی دکھاتے ہیں لیکن ان کی باتیں چاہے وہ دین کے نام پر ہی ہوں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بعض باتیں ایسی ہیں جہاں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر گواہ پیش نہیں ہوئے تو پھر اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ صرف اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہو گا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہو گا۔ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہے وہاں دو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ جہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے وہاں چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کے مطابق ہی پھر تحقیق بھی ہو گی اور فیصلہ بھی ہو گا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفۂ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔

مکرم شیخ ساجد محمود صاحب ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب آف حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی کی شہادت۔ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب ابن مکرم شیخ عبدالکریم صاحب درویش قادیان کی وفات۔ مکرم تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کی شہادت۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 2 دسمبر 2016ء بمطابق 2 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

بعض لوگ بعض عہدیداروں کے خلاف یا بعض ایسے لوگوں کے خلاف بھی جو عہدیدار نہیں شکایت کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں۔ اس نے فلاں جرم کیا اور اس نے فلاں خلاف شریعت حرکت کی۔ پس فوری طور پر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ یہ لوگ جماعت کو بدنام کر رہے ہیں۔ لیکن اکثر ایسے لکھنے والے اپنی شکایتوں میں اپنے نام نہیں لکھتے یا فرضی نام اور فرضی پتا لکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی شکایتوں پر ظاہر ہے کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے اور جب کچھ عرصہ گزر جائے تو پھر شکایت آتی ہے کہ میں نے لکھا تھا ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اگر کارروائی نہ ہوئی تو بڑا ظلم ہو جائے گا۔ یہ بے نام شکایت کرنے کی بیماری جو ہے یہ پاکستان اور ہندوستان کے لوگوں میں زیادہ ہے۔ باقی دنیا کے مقامی لوگوں کی طرف سے تو شاید ہی کوئی اس قسم کی شکایت آئی ہو گی لیکن پاکستانی جو باہر ملکوں میں بھی آباد ہیں ان میں بھی بعض میں یہ بیماری ہے کہ اس طرح کی بے نام شکایت کر کے بات کریں۔ تو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ہر دور میں ایسے لوگ پائے جاتے رہے ہیں جو اس قسم کی شکایات کرنے والے ہیں جس طرح آجکل بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں بھی، خلافت ثالثہ میں بھی، خلافت رابعہ میں بھی یہ شکایت کرنے والے موجود تھے جو بے نامی شکایتیں کیا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی شکایت پر ایک دفعہ ایک خطبہ دیا تھا کیونکہ یہ ایسے لوگوں کا منہ بند کروانے کے لئے بڑا جامع اور واضح ہے اس لئے اس خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے میں نے آج کچھ کہنے کا سوچا ہے۔

جو شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے یا فرضی نام لکھتے ہیں ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یا منافقت ہوتی ہے یا وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں جرأت اور سچائی ہو تو کسی بھی چیز کی پرواہ کرنے والے نہ ہوں۔ عہد تو یہ کرتے ہیں کہ ہم جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں

گے اور یہاں جب معاملہ ان کے خیال میں جماعت کی عزت و وقار کا آتا ہے تو اپنا نام چھپانے لگ جاتے ہیں تا کہ کہیں ان کے وقار اور ان کی عزت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ پس جس نے ابتدا میں ہی کمزوری دکھا دی اس کی باقی باتیں بھی غلط ہونے کا بڑا واضح امکان ہے۔

قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس اگر کوئی خبر پہنچے تو تحقیق کر لیا کرو اور یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی بھی تحقیق کے لئے بات کہنے والے یا بات پہنچانے والے کی بات سن کر فوراً اس بات کے متعلق تحقیق نہیں شروع ہو سکتی، نہ ہوتی ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ بات پہنچانے والا خود کیسا ہے اسی سے تحقیق کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں پہلے تحقیق ہو گی کہ کیا وہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہے۔ خود تو وہ کسی برائی میں ملوّث نہیں۔ ایمان میں کمزور تو نہیں ہے۔ یا یہ نہ ہو کہ خود تو ایمان میں کمزور ہو اور دوسروں پر الزام لگا رہا ہو کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ دوسروں پر بھیانک الزام لگانے والے چاہے وہ کوئی عہدیدار ہے یا عہدیدار نہیں۔ اس وقت کسی کے بارے میں بھیانک اور خوفناک الزام لگاتے ہیں یا بڑی شدت سے الزام لگاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ذاتی مفادات دوسروں سے متاثر ہونے والے ہیں۔ پس تحقیق کرنے سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے وہ مومن ہے یا فاسق ہے؟ جب شکایت کرنے والے کا علم ہی نہیں تو یہ بھی پتا نہیں چل سکتا کہ وہ کس زمرہ میں آتا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر کوئی لکھنے والا ایسی بات لکھتا ہے جو جماعت کے مفادات کو نقصان پہنچانے والی ہے تو پھر اپنے طور پر تحقیق کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ بھی علم ہو جائے کہ شکایت کرنے والا کون ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پہلے اس کے اپنے کردار کے بارے میں تحقیق ہو گی۔ اسی طرح اپنے طور پر جو اس نے باتیں کی ہیں اس کی سچائی کے بارے میں بھی تحقیق ہو گی تا کہ پتا لگے کہ وہ سچ کہتا ہے یا نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآنی تعلیم یہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا۔ (سورۃ الحجرات آیت 7) اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شکایت لے کر آتا ہے اور کسی کے بارے میں کوئی بری بات کہتا ہے تو اس کی تحقیق کرو۔ پھر اس کے بعد کوئی کارروائی کرو۔ لیکن شکایت کرنے والے ایک تو اپنا نام نہ لکھ کر خود مجرم بنتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی بات اسی طرح قبول بھی کی جائے جس طرح انہوں نے لکھی ہے اور جس کے خلاف شکایت ہے فوراً اس کے لئے سزا کا حکم نافذ کر دیا جائے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ فاسق کے معنی صرف بدکار کے ہی نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عربی میں بدکار کو بھی فاسق کہتے ہیں لیکن لغت کے لحاظ سے فاسق اسے بھی کہتے ہیں جو تیز طبیعت کا ہو۔ بات بات پر لڑ پڑتا ہو۔ فسق کے معنی ادنیٰ اطاعت کے بھی ہیں۔ اطاعت سے باہر نکلنے والا بھی فاسق ہے۔ فاسق کے معنی تعاون نہ کرنے والے کے بھی ہیں۔ لڑاکا بھی اور تعاون بھی نہ کرنے والا ہو۔ فاسق کے معنی اس شخص کے بھی ہیں جو لوگوں کے چھوٹے چھوٹے قصوروں کو لے کر بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور پھر یہ بھی سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جو اس نے بیان کیا ہے اس کے مطابق دوسرے کو انتہائی سزا ملنی چاہئے۔ کوئی معافی کا امکان نہیں ہے۔ تیز مزاج کو بھی فاسق کہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک احمدی دوست کے بارے میں بیان فرماتے ہیں، جو پرانے مخلص احمدی تھے کہ جہاں تک ان کے اخلاص کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن ان کو چھوٹی سی بات پر انتہائی فتویٰ لگانے کی عادت تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں یہ مرض تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر کفر سے ورے نہیں ٹھہرتے تھے۔ کوئی بات پکڑی اور کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ تشہّد میں بیٹھے ہوتے ہیں، جب التحیات میں بیٹھتے ہیں تو اپنے دائیں پاؤں کی انگلیاں جو سیدھی نہیں رکھتا، (پاؤں سیدھا رکھنے کا حکم ہے) تو ان کے نزدیک وہ کفر کی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نقرس کی تکلیف کی وجہ سے (ان کو gout تھا) دائیں پاؤں کی انگلیاں تشہد کی حالت میں سیدھی نہیں رکھ سکتا۔ پہلے جب پاؤں ٹھیک ہوتا تھا تو رکھا کرتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حافظ صاحب (وہ حافظ تھے) زندہ ہوتے تو غالباً شام تک وہ مجھ پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیتے۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے لگاتے کہ یہ پاؤں کی انگلیاں سیدھی نہیں رکھتے اور ایسا کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ایمان نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ایمان نہیں تو قرآن کریم پر بھی ایمان نہیں اور اگر قرآن کریم پر ایمان نہیں تو اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں لہٰذا کافر ہو گئے۔ بہر حال حضرت مصلح موعود نے ایسے جلد بازوں کی چاہے وہ مخلص بھی ہوں یہ مثال دی ہے۔ لیکن جو نام بھی چھپاتا ہو اور خود ایمان میں بھی کمزور ہو اور دوسروں پر فتوے بھی لگاتا ہے تو وہ ان تمام معنی کے لحاظ سے جو فاسق کے بیان کئے گئے ہیں فاسق ہی ٹھہرتا ہے۔

پس ان تمام شکایت کرنے والوں پر جو نام نہیں لکھتے واضح ہونا چاہئے کہ ان کا یہ فعل کہ اپنی شناخت کے بغیر شکایت کریں قرآنی حکم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کے بارے میں تحقیق کرو۔ اگر صرف شکایت کرنے والے کی بات پر ہی بغیر تحقیق کے عمل ہونے لگ جائے جس کا وہ مطالبہ کرتا ہے تو جماعت بجائے ترقی کے انحطاط کی طرف جانا شروع ہو جائے گی۔ انحطاط کا شکار ہو جائے گی۔ خلیفہ وقت کی بھی اور نظام جماعت کی بھی اپنی کوئی تحقیق نہیں ہو گی جو کوئی کہے گا اس کے مطابق عمل ہونا شروع ہو جائے گا اور یہ چیز پھر ترقی کی طرف نہیں لے جا سکتی۔ ہر کوئی اٹھے گا اور یہی کہے گا کہ میری خواہشات کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔

حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم جانتے بھی ہوں کہ شکایت کرنے والا شخص بڑا محتاط ہے۔ راستباز بھی ہے، مخلص بھی ہے اگر وہ کسی کی شکایت کرتا ہے تو تب بھی سب کچھ جاننے کے باوجود لازماً اس کی بھی تحقیق کرنی پڑے گی اور تحقیق ہو گی۔ یہ یقین بھی ہو جائے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شکایت کرنے والا نیک بھی ہے، راستباز بھی ہے، غلطی نہیں کیا کرتا اور اس میں اخلاص بھی ہے تو پھر بھی اس معاملہ کی تحقیق کرنا ہو گی اور اس کے بارے میں بھی تحقیق ہو گی۔ کیونکہ کوئی فرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیونکہ مَیں یہ کہہ رہا ہوں اس لئے یونہی سمجھنا چاہئے اور اس کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے دوران تلاوت کرتے ہوئے کوئی غلطی ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتدیوں میں شامل تھے انہوں نے لقمہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ آپ نے انہیں کہا کہ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ لقمہ دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کا ایک یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذمہ اَور بڑے کام ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے کاموں کو اَوروں کے لئے رہنے دو اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ کام ان قاریوں کا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سیکھتے تھے تم یہ کام ان کے لئے رہنے دو۔

حضرت مصلح موعود اپنے پاس اس بے نام شکایت کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے شکایت کرنے والا کوئی بڑا آدمی ہو تو میں اسے کہوں کہ تم ان باتوں کو کسی اور کے لئے رہنے دو اور اپنے اصل کام کی طرف متوجہ رہو۔ پس لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے اس کے درجے اور حیثیت کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس کو سمجھایا نہیں جا سکتا۔

دوسری بات یہ کہ اس نے بہت سے عہدیداروں، ناظروں اور لجنہ کے بھی عیب بیان کرنے شروع کر دیئے تھے اور بڑے غلط قسم کے الزام لگائے تھے اور کہا کہ فلاں فلاں میں یہ عیب ہے۔ ایک طرف تو وہ ان لوگوں کی شکایت کر رہا ہے کہ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کرتے ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف کام کرنا ہی بہت بڑا عیب ہے۔ اس لئے بہت بڑا عیب ان میں پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا تو وہ عیب نہیں ہے۔ لیکن اگر اس تعلیم کے خلاف وہ کوئی کام کر رہا ہے تو وہ عیب ہے۔ بہر حال یہ شکایت کرنے والا ایک طرف تو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ دوسری طرف خود اس کے خلاف جاتا ہے کہ اس نے شکایت اور اس کے ثبوت کی جو شرائط رکھی ہیں وہ خود ان کو توڑ رہا ہے اور اکثر لوگ یہی کرتے ہیں۔ مجھے بھی جب لکھتے ہیں تو ان شرائط کو ہی توڑ رہے ہوتے ہیں۔ اصل چیز تو قرآن کریم کے احکامات پر اور سنت پر عمل کرنا ہی ہے اور قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ کھل کے جب بات کی جائے تو اس کے ثبوت بھی مہیا کئے جائیں، تحقیق بھی کی جائے۔ جب نام ہی ظاہر نہیں ہو رہا تو تحقیق کس طرح ہو گی اور یہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ پس شکایت کرنے والا خود قرآن کریم کے حکم کو توڑتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنا ہی نیکی ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ چاہے کسی کو اپنے ذوقی نقطہ نظر سے یا معاشرے کے زیر اثر کوئی بات بری لگے لیکن اگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہ صحیح ہے تو وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔

بعض لوگ اپنی طبیعت اور رسم و رواج سے متاثر ہو کر بعض معاملات میں سختی دکھاتے ہیں لیکن ان کی باتیں چاہے وہ دین کے نام پر ہی ہوں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس بات کی وضاحت میں حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ اس تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔ اب اس حوالے سے آ رہا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اُمّ المومنین کو ساتھ لے کر سٹیشن پر پھر رہے تھے۔ ان دنوں پردے کا مفہوم بہت سخت لیا جاتا تھا۔ (اس زمانے میں بڑا سخت پردہ ہوتا تھا)۔ سٹیشن پر ڈولیوں میں عورتیں آتی تھیں۔ بڑے لوگ جو خاندانی لوگ کہلاتے تھے، ان کی عورتیں ان ڈولیوں میں بیٹھ کر آتی تھیں اور دائیں بائیں اس کی چادریں گری ہوتی تھیں اور پھر وہاں ٹرین کے ڈبے تک اسی طرح بند ڈبے میں آتی تھیں اور ڈبے کے اندر بند چلی جاتی تھیں۔ پردے کا ایسا انتظام تھا) اور جب ڈبے میں بیٹھ جاتی تھیں تو پھر کھڑکیاں بند کر دی جاتی تھیں (تا کہ کسی کی عورت پہ نظر نہ پڑے۔) آپ فرماتے ہیں یہ پردہ تکلیف دینے والا تھا اور اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت اُمّ المومنین برقع پہن لیتی تھیں اور سیر کے لئے باہر چلی جاتی تھیں۔ اس دن بھی حضرت اُمّ المومنین نے برقع پہنا ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ساتھ لئے ہوئے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔ (مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ساتھ تھے۔) مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت میں تیزی تھی۔ ان کو خیال ہوا کہ یہ غلط ہو رہا ہے۔ خود تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہنے کی جرأت نہیں تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس گئے اور کہا کہ مولوی صاحب یہ کیا غضب ہو گیا۔ کل اخباروں میں شور پڑ جائے گا۔ اشتہارات اور ٹریکٹ نکل آئیں گے کہ مرزا صاحب پلیٹ فارم پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر پھر رہے تھے۔ آپ جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سمجھائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے کہا اس میں کیا برائی ہے؟ مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آ رہی۔ اگر آپ کو کوئی برائی لگ رہی ہے تو خود ہی جا کر کہہ دیں۔ بہرحال مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود کے پاس گئے۔ آپ ٹہلتے ہوئے بڑی دُور چلے گئے تھے اور واپس جب آئے تو گردن جھکی ہوئی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے ہیں کہ مجھے شوق ہوا کہ پوچھوں کیا جواب ملا۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا؟ مولوی صاحب نے کہا کہ جب میں نے حضور سے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ لوگ کیا کہیں گے؟ تو آپ نے فرمایا آخر وہ کیا کہیں گے۔ یہی کہیں گے ناں کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کے ساتھ یوں پھر رہے تھے۔ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر واپس آ گئے۔ حضرت امّ المومنین نے پردہ کیا ہوا تھا اور پھر میاں بیوی کا اکٹھے پھرنا قابل اعتراض بھی نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ پھرتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ دوڑے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دفعہ پیچھے رہ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیت گئیں۔ کچھ عرصے کے بعد دوسری دفعہ پھر دوڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ سے جیت گئے اور وہ ہار گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا عائشہ۔ تِلْکَ بِتِلْکَ۔ کہ عائشہ اس ہار کے بدلے کی یہ ہار ہو گئی۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ پھرنا معیوب خیال نہیں فرماتے تھے اور جس بات کی اجازت اسلام نے دی ہے اس کو عیب نہیں کہا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر اعتراض کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک وہ شخص اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔

آپ پھر شکایت کرنے والے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ لیکن اس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ فلاں چھوٹے درجہ کا ہے۔ (وہاں پھر خاندانی اور ذاتی اعتراضات بھی اس پر شروع ہو گئے۔) فلاں کمینہ ہے اور اس کو آپ نے فلاں عہدہ دیا ہوا ہے اور بعض الزامات ایسے لگائے جس کے متعلق شریعت نے گواہ طلب کئے ہیں اور گواہ بھی ننگی رؤیت کے طلب کئے ہیں۔ یعنی شریعت اس کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ننگی رؤیت کے چار گواہ ہوں تو وہ شکایت کرنے میں حق پر ہے ورنہ نہیں۔ بعض لوگ یونہی کسی لڑکے لڑکی کے تعلقات کے الزام لگا دیتے ہیں اگر تعلقات کے الزام لگانا ہیں تو اس کے لئے چار گواہ بھی اسلام میں ضروری ہیں۔ آپ فرماتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ دین کی غیرت ایسے شخص کو پیدا ہوئی جو خود قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہے اور دوسروں پر ایسے الزامات لگاتا ہے جن سے قرآن کریم نے منع فرمایا ہے اور نہ صرف منع فرمایا ہے بلکہ ان پر ایسے الزامات پر حد بھی مقرر کی ہے کہ کسی پر غلط الزام لگانے والے، ایسا کہنے والے جو ہیں ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔ گویا شریعت نے اس بارے میں جو اتنا شدید حکم دیا ہے وہ اسے تو توڑتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص قرآنی تعلیم کے خلاف چلتا ہے حالانکہ وہ خود قرآنی تعلیم کے خلاف چل رہا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو شکایت کرنے والے کی حیثیت کیا ہوئی۔ پہلے تو اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا پھر جو ثبوت ضروری ہیں وہ پیش نہیں کئے۔ شریعت کے قواعد سے نہ تو مَیں آزاد ہوں نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آزاد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریعت کے قواعد پر چلنے کے لئے مجبور تھے۔ پس اس شخص نے بعض ایسے اعتراضات کئے ہیں جن پر شریعت حد لگاتی ہے اور شریعت نے ان کے لئے گواہی کا جو طریق مقرر کیا ہے اس طریق پر چلنا ضروری ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں نے قرآن کریم کا فلاں حکم توڑا ہے اسے سزا دو لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ مجھے بچپن کا ایک لطیفہ یاد آ گیا اُس وقت میں نے اس سے بہت مزا اٹھایا تھا اور اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو ہنسی آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ پانچویں یا چھٹی جماعت میں مَیں پڑھتا تھا تو ہمارے استاد نے یہ طریق مقرر کیا ہوا تھا کہ ان کے سوال کا جواب جو طالبعلم وقت مقررہ میں دے دے وہ اوپر کے نمبر میں آ جائے گا۔ ہم کھڑے تھے۔ استاد نے سوال کیا ایک لڑکے نے اس کا جواب دیا۔ دوسرے نے ہاتھ بڑھا کر کہا ماسٹر جی یہ جواب غلط ہے۔ ماسٹر صاحب نے پہلے لڑکے سے کہا تم نیچے آ جاؤ اور دوسرے کو کہا تم اوپر چلے جاؤ۔ نیچے آتے ہی اس لڑکے نے جو پہلے اوپر کے نمبر پہ تھا کہا کہ ماسٹر صاحب اس نے میری غلطی نکالتے ہوئے غلَط لفظ کو غلُط کہا ہے جو غلَط ہے۔ اس استاد نے پھر اسے سابق جگہ پر کھڑا کر دیا اور دوسرے لڑکے کو پھر نیچے گرا دیا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہی حالت بعض معترضوں کی ہوتی ہے۔ وہ دوسرے پر غلط یا صحیح اعتراض کرتے ہیں لیکن اعتراض کا طریقہ مجرمانہ ہوتا ہے اور اس طرح اس کو سزا دلاتے دلاتے خود سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں اور پھر شور مچاتے ہیں کہ مجرم کو کوئی پکڑتا نہیں۔ جو توجہ دلاتا ہے اسے سزا دے دیتے ہیں۔ حالانکہ سزا دینے والے کیا کریں وہ بھی تو شریعت کے غلام ہیں۔ اگر قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو قائم کرو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دوسروں پر تو خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہو اور تم پر خدا تعالیٰ کی حکومت قائم نہ ہو تو یہ درست بات نہیں ہے۔ میں شکایت کرنے والوں سے کہتا ہوں کہ ’’ایاز! قدرِ خود بشناس‘‘ کہ ایاز تم اپنی قدر اور اپنی حیثیت کو پہلے یاد رکھو اور پہچانو۔ نام چھپانے والے اپنا نام چھپا کر دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور الزاموں میں جو ثبوت پیش کر رہے ہوتے ہیں وہ یہ کہ فلاں تو فلاں خاندان کا ہے۔ فلاں کی حیثیت نہیں ہے۔ فلاں ایسا ہے۔ اور ان الزاموں کی کوئی حقیقت بھی نہیں ہوتی اور الزام لگانے والے خود اصل میں بے حیثیت لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمارا رب بھی ہے اور ہر ایک کا ربّ ہے۔ وہ رزق بھی دیتا ہے اور پالتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے ہم سب کچھ لے رہے ہیں تو پھر بات اللہ تعالیٰ کی مانی جائے گی نہ کہ ان الزام لگانے والوں کی۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ شکایتیں کرنے والے لوگ یہی چاہتے ہیں کہ دوسروں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے اور خود اپنے آپ کو شریعت کے حکموں سے باہر نکال دیتے ہیں، بَری کر دیتے ہیں۔ خود ہی اپنے منصف بن جاتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو بھی جب بات سامنے آئے گی، کھلے گی تو پھر شریعت کے مطابق ہی سزا ملے گی۔

بعض باتیں ایسی ہیں جہاں گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر گواہ پیش نہیں ہوئے تو پھر اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور بہرحال پھر اس کا فیصلہ شریعت کے مطابق، قرآن کے مطابق ہوگا۔

بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم کھا لی اور اپنے آپ کو بچا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایک دفعہ ایسا معاملہ آیا۔ دو جھگڑنے والے آئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک فریق قسم کھائے گا۔ دوسرے نے کہا یہ تو جھوٹا شخص ہے یہ تو سو قسمیں بھی کھا لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ اگر یہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ خود ہی اسے سزا دے دے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 33 صفحہ 265 تا 271 خطبہ بیان فرمودہ 5 ستمبر 1952ء)

پس یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کی شکایت پر فیصلہ صرف اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں ہو گا۔ شکایت پر فیصلہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہو گا۔ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہے وہاں دو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ جہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے وہاں چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کے مطابق ہی پھر تحقیق بھی ہوگی اور فیصلہ بھی ہوگا۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے معاملات اور فیصلے کرنے والے بنیں اور اپنی ذاتی اَناؤں اور توجیہات کو بنیاد بنا کر انتظامیہ کو مجبور کرنے والے یا خلیفہ وقت کو مجبور کرنے والے نہ ہوں کہ اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ شکایت کرنے والوں کو بھی عقل دے کہ وہ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو پھر کھل کر تمام ثبوتوں کے ساتھ شکایت کریں جس میں ان کا نام پتہ بھی ہو اور پھر تحقیقات میں وہ بھی شامل ہوں گے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ حقیقت میں جماعتی نظام میں کوئی رخنہ پڑ رہا ہے تو پھر جرأت سے سامنے آنا چاہئے اور شکایت کرنی چاہئے اور ہر چیز کا پھر مقابلہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نظام جماعت جو ہے اس کو بھی توفیق دے اور عقل دے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو فیصلہ کرنے پہ مقرر کئے گئے ہیں وہ بھی جب فیصلہ کر رہے ہوں تو انصاف کے ہر پہلو کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اور سنت کے مطابق فیصلے کرنے والے بنیں۔

نمازوں کے بعد مَیں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ تو ایک شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم شیخ ساجد محمود صاحب ابن مکرم شیخ مجید احمد صاحب جن کی عمر 55 سال تھی۔ حلقہ گلزار ہجری ضلع کراچی میں رہتے تھے مخالفین نے 27/نومبر 2016ء کی شام کو نماز مغرب کے وقت گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھے ہوئے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تفصیل کے مطابق شیخ ساجد محمود صاحب گلشن معمار کراچی میں فلور ملز کے سپئیر پارٹس کی سپلائی کا کام کرتے تھے اور 27 ر نومبر 2016ء کی شام کو نماز مغرب کے وقت بازار سے گھر کا سودا سلف لے کر آئے اور ابھی گاڑی میں ہی بیٹھے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم افراد نے آپ پر چار فائر کئے اور پھر موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے پلٹ کر دوبارہ چار فائر کئے اور موقع سے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں ایک گولی ساجد محمود صاحب کے سینے میں دائیں طرف لگی اور پسلی سے لگ کر بائیں طرف سے آر پار نکل گئی اور ایک گولی ٹانگ میں لگی۔ ساجد محمود صاحب کو فوری طور پر قریب ہی واقع ہسپتال میں لے جایا گیا جہاں سے انہیں آغا خان ہسپتال شفٹ کر دیا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور علاج شروع ہونے سے پہلے ہی جام شہادت نوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم شیخ فضل کریم صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے 1920ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ شہید مرحوم کے والد شیخ مجید احمد صاحب پاکستان بننے پر کانپور سے ہجرت کر کے لاہور آئے تھے اور 1961ء میں کراچی میں سکونت اختیار کی۔ شہید کے دادا مکرم خواجہ محمد شریف صاحب مرحوم جماعت احمدیہ دہلی دروازہ لاہور کے لمبے عرصہ تک صدر رہے۔ آپ کے پڑنانا حضرت صاحب الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اسی طرح مکرم سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب مرحوم آف کلکتہ شہید مرحوم کی اہلیہ کے نانا ہیں۔ شہید مرحوم نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ پانچ سال انتہائی مشکل حالات میں گزارے۔ اس کے بعد فلاور ملز کے سپئیر پارٹس کی سپلائی کا کاروبار شروع کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی اور وسیع کاروبار ہو گیا۔ شہید مرحوم کے بیٹے حارث محمود صاحب جو ہیں نائب قائد مجلس بھی ہیں اور گلشن اقبال کراچی کے سیکرٹری وصایا بھی ہیں۔ بیٹے نے بھی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اے سی سی اے (ACCA) کرنے کے بعد والد کے ساتھ ہی کاروبار میں شمولیت اختیار کی۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اسی طرح شہید کی بیٹی ثنا مبشرہ کراچی میں زیر تعلیم ہیں اور ان کو امریکہ جانے کا چھ مہینے کا سکالرشپ بھی ملا جہاں سے وہ ایک شارٹ کورس کر کے آئیں۔ مرحوم خلافت سے بے پناہ محبت اور گہری وابستگی رکھنے والے تھے۔ اولاد کو بھی خلافت اور نظام جماعت سے جڑے رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور بیٹے کو بھی تلقین کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنے چندہ جات کے حوالے سے فکرمند رہتے تھے اور چندے کی ادائیگی کے لئے دکان میں ہی الگ ایک گلّہ رکھا ہوا تھا جس میں ساتھ کے ساتھ چندے کی رقم ڈالتے رہتے تھے۔ لین دین میں بہت کھرے اور دیانتدار، ہمیشہ سچائی کو مدّنظر رکھنے والے، درگزر سے کام لینے والے تھے۔ بہن بھائیوں سے شفقت کا سلوک کرتے اور کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ مرحوم ایک نفیس اور پاکیزہ خیالات کے حامل شخص تھے۔ رحمی رشتوں کی بہت قدر کرتے تھے۔ شہید مرحوم نے اپنی دو دکانوں کے نام بھی اپنے مرحوم والد اور مرحوم سسر کے نام پر رکھے ہوئے تھے۔ اپنی اہلیہ کے رشتہ داروں سے مثالی حسن سلوک کرتے تھے۔ دوستوں اور سب رشتہ داروں سے صفائی قلب سے ملتے تھے۔ طبیعت میں بغض اور کینہ بالکل نہیں تھا۔ مختلف لکھنے والوں نے جو لکھا ان سب کا لُبّ لُباب یا نچوڑ یہی بنتا ہے جو باتیں، جو اوصاف میں نے شہید کے بیان کئے ہیں۔ شہید مرحوم کی والدہ آجکل شدید علیل ہیں۔ ان کی بیماری کی وجہ سے ان کو بیٹے کی شہادت کے بارے میں بتانے میں مشکل پیش آ رہی تھی لیکن جب ان کے علم میں آیا اور بیٹے کی میّت دیکھی تو بے اختیار کہا کہ میرا بیٹا شہید ہے۔ کوئی بھی نہیں روئے گا اور اس جملے کو کئی بار دہرایا۔ شہید مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے بڑے حوصلے اور ہمت سے اپنے شوہر کی شہادت کی خبر کو سنا اور نہایت اعلیٰ صبر کا مظاہرہ کیا۔ ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میرے والد میں طبیعت میں غیر معمولی ٹھہراؤ تھا اور خدا پر یقین بہت بڑھا ہوا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے خدا نے مجھے بہت عزت دی ہے اتنی عزت کہ میں خود بھی یقین نہیں کر سکتا۔ عبادات میں بہت باقاعدہ تھے اور رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ بڑے سادہ، ہمدرد، منکسر المزاج شخص تھے۔ مرحوم کے گیارہ بہن بھائی تھے اور سب عیالدار اور شہید مرحوم سب سے حسن سلوک کرتے، ان کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ضلع سکھر میں جب جماعتی طور پر حالات خراب ہوئے اور شہادتیں ہوئیں تو شہید مرحوم متعدد مرتبہ کئی روز جا کر وہاں ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ایک بہت بڑا باغ ہے جس میں بہت سے نورانی لوگ جمع ہیں۔ سب نے اجلے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ابّو بھی وہاں ہیں۔ ان کا بڑا بلند مقام ہے۔ سب نے ابّو کو گھیرا ہوا ہے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور والد صاحب ایک طرف کو چل پڑتے ہیں تو سب لوگ قافلے کی صورت میں ساتھ چلتے ہیں اور سب لوگ ان کے والد کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ شہید مرحوم کی والدہ محترمہ نہایت ضعیف ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہیں۔ شہادت کے بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شہید مرحوم نے اپنی والدہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں یہاں بہت خوش ہوں اور اطمینان سے ہوں۔ میری وجہ سے آپ نے بالکل پریشان نہیں ہونا۔ ان کے پسماندگان میں والدہ محترمہ، اہلیہ منصورہ یاسمین صاحبہ، بیٹا شیخ حارث محمود اور بیٹی ثنا مبشرہ کے علاوہ چار بھائی اور چھ بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم شیخ عبدالقدیر صاحب ابن شیخ عبدالکریم صاحب کا ہے جو درویش قادیان تھے۔ 26 ر نومبر 2016ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت عبداللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی۔ نومبر 1947ء میں جب قادیان سے آخری قافلہ پاکستان کے لئے روانہ ہوا تو آپ اپنی بیمار والدہ کو سہارا دے کر ٹرک میں بیٹھے تھے کہ قادیان کی سرحد کے قریب آپ کی والدہ نے ٹرک رکوا کر آپ کو حفاظت مرکز کے لئے اتار دیا اور یوں آپ کو درویشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ نظام خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ محبت تھی۔ اللہ پر کامل توکل اور یقین تھا۔ ہر کامیابی اور ناکامی کو خدا کی رضا سمجھ کر قبول کرتے تھے۔ اہلیہ بچوں اور قریبی رشتہ داروں سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخری عمر تک اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ ان کو دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان میں مختلف صیغہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے بیٹے نے بتایا کہ جلسہ سالانہ کی آمد کی وجہ سے آپ نے گھر میں سفیدی کے لئے سیمنٹ وغیرہ منگوا کر رکھا ہوا تھا۔ اسی رات آپ نے بلا کر بتایا کہ لگتا ہے کہ میرا وقت قریب ہے۔ فلاں شخص سے میں نے پانچ سو روپے لئے تھے وہ ادا کرنے ہیں۔ اسی طرح دیگر حساب کتاب بھی بتایا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ناصر وحید صاحب قادیان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

تیسرا جنازہ تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر کا ہے۔ یہ پولیس میں تھے۔ 25 ر نومبر کو دوران ڈیوٹی ضلعی صدر مقام کولگام میں نامعلوم بندوق برداروں کی فائرنگ سے وفات پا گئے۔ یہ بھی شہید کا ہی درجہ رکھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ شہید مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک دل، غریب پرور، ملنسار، خوش اخلاق، باوفا، نافع الناس، انتہائی دلیر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ چندے ہمیشہ بڑی باقاعدگی سے باشرح اور اضافے کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دلجوئی اور مدد کرتے اور ان کی تعلیم و تربیت کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ ہمسایوں کا کہنا ہے کہ آپ حقیقی معنوں میں ہمسائیگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ ان کے ڈیپارٹمنٹ والوں کا بیان ہے کہ آپ اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں ہمیشہ چاق و چوبند رہتے تھے۔ کبھی بھی غفلت اور کوتاہی سے کام نہیں لیتے تھے۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ دو بہنیں، چھ بھائی اور اہلیہ اور تین معصوم بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کا ایک بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔ نیکیوں پر قائم رکھے اور خود ان کا کفیل ہو۔

☆Design 4 Build Services☆

تعمیرات کے شعبہ میں ماہرانہ خدمات

تجربہ کار انجینئرز، آرکیٹکٹس اور بلڈرز کی ایک قابل اعتماد ٹیم جو آپ کے رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل پراجیکٹس کے علاوہ پرانے گھروں کی تعمیر و توسیع و آرائش میں بھی آپ کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

ہماری خدمات: ☆ڈیزائننگ، پلاننگ، تعمیر اور سپرویژن ☆پلاننگ پرمشن، درخواست واپیل ☆سٹرکچرل انجینئر کی رپورٹ، مشورہ اور راہنمائی

We help to buy and sell properties for cash. We welcome builders and investors to join our team.

Contact: M: 0791 008 0278, **W:** design4build.com

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

بقیہ: رپورٹ دورہ کینیڈا 2016ء
...................ازصفحہ نمبر20

سبق دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر جو یہاں ہجرت کر کے آتے ہیں۔ لہٰذا یہاں جو احمدی مہاجرین ہیں وہ بھی اچھی طرح معاشرے میں ہم آہنگی اختیار کر چکے ہیں۔ اور جب کوئی معاشرے کا حصہ بن جائے پھر وہ اپنے آپ کو اجنبی محسوس نہیں کرتا۔ جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جب آپ قانون کی پابندی کرنے والے ہوں گے تب آپ کو ملک کے تمام قوانین پر عمل کرنا ہوگا۔

یہ انٹرویو بارہ بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔

....

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعدازاں دوبارہ فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 24 خاندانوں کے 112 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

آٹوا (Ottawa) کی مقامی جماعت کے علاوہ مانٹریال (Montreal) سے بھی بعض فیملیز 200 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر پندرہ منٹ پر ختم ہوا۔

....

بعدازاں مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔

بعدازاں تصاویر کا پروگرام ہوا۔ لوکل مجالس عاملہ، خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کی مجلس عاملہ اور دیگر کارکنان نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

اس کے بعد سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النصیر کے بیرونی احاطہ اور قطعہ زمین کا معائنہ فرمایا اور باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی پلاننگ کے لئے جگہ کا جائزہ لیا۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنگر خانہ میں بھی تشریف لے گئے اور کھانے کے انتظام کا معائنہ فرمایا۔

اب پروگرام کے مطابق یہاں ''بیت النصیر'' سے رہائشگاہ کے لئے روانگی تھی اور پھر وہاں سے آگے واپس ٹورانٹو کے لئے روانگی تھی۔

تمام احباب جماعت مَردوزن، بچے بچیاں، جوان بوڑھے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور یہاں سے رہائشگاہ کے لئے روانگی ہوئی۔ دو بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

اب پروگرام کے مطابق یہاں سے ٹورانٹو، Peace Village کے لئے روانگی تھی۔

چار بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ مانٹریال (Montreal) سے خدام کی ایک ٹیم سیکیورٹی ڈیوٹی کے لئے آٹوا (Ottawa) آئی تھی۔ ان سبھی خدام کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرف مصافحہ بخشا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور قافلہ ٹورانٹو کے لئے روانہ ہوا۔

آٹوا (Ottawa) سے احمدیہ پیس ولیج (Maple) کا فاصلہ 495 کلومیٹر ہے۔ پروگرام کے مطابق راستہ میں Kingston شہر میں کچھ دیر کے لئے رک کر نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔

مقامی جماعت نے یہ انتظام Travelodge ہوٹل کے ایک ہال میں کیا تھا۔

210 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔ سات بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ بعدازاں یہاں سے آگے سفر جاری رہا اور مزید 285 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد رات دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیس ولیج (Peace Village) تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی احمدیہ ایوینو سے گزرتے ہوئے بشیر سٹریٹ میں داخل ہوئی تو اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر ہزاروں افراد بت جن میں مردوزن، بچے بچیاں شامل تھے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور اپنے آقا کا بڑا والہانہ استقبال کیا۔ تین دن کے وقفہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیس ولیج میں دوبارہ آمد پر ہر کوئی خوشی ومسرت سے معمور تھا۔ سبھی نے اپنے ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے اور ہر طرف سے 'السلام علیکم حضور!' کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور پھر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

پریس و میڈیا کوریج

Parliament Hill میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وزٹ کی بڑے وسیع پیمانہ پر کوریج ہوئی۔

❁......وزیر اعظم Justin Trudeau نے خود اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ پر لکھا:

مجھے آج Ottawa میں احمدیہ جماعت کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد سے مل کر خوشی ہوئی۔ Caliph in Canada

اس Tweet کو 2700 لوگوں نے آگے Retweet کیا اور 3689 لوگوں نے اسے پسند کیا۔

❁......کینیڈا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ دیکھا جانے والا خبروں کا TV چینل CBC The National نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ وزیر اعظم جسٹن ٹروڈو (Justin Trudeau) کی ہونے والی میٹنگ کی خبر دی۔ نیز کینیڈا کے سب سے زیادہ مشہور اور قابل جرنلسٹ Peter Mansbridge نے حضور انور کا جو انٹرویو لیا تھا اس کی جھلکیاں نشر کیں اور ساتھ بتایا کہ یہ انٹرویو اس ہفتہ کے دوران نشر کیا جائے گا۔ TV چینل کی اس خبر کو پانچ ملین افراد نے دیکھا۔

❁......سوشل میڈیا (ٹویٹر، فیس بک) کے ذریعہ 4.5 ملین افراد تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے Parliament Hill کے دورے اور وزیر اعظم کی حضور انور کے ساتھ ملاقات اور میٹنگ کی خبر پہنچی۔

❁......ٹویٹر اور سوشل میڈیا کے ذریعہ وزیر اعظم کے علاوہ وفاقی وزراء اور پارلیمنٹ کے ممبران نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات اور حضور انور کے پارلیمنٹ وزٹ کے بارہ میں خبر دی۔

❁......کینیڈا کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے فرانسیسی اخبار "Le Journal Montreal" (جس کے قارئین کی تعداد چھ لاکھ سے زیادہ ہے) نے حضور انور کے پارلیمنٹ وزٹ کی خبر اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے دی کہ مسلمانوں نے پارلیمنٹ میں نماز ادا کی اور خواتین ممبران پارلیمنٹ نے اپنے سروں کو کیوں ڈھانپا ہوا تھا۔

گو اس صحافی نے مخالفانہ طرز پر خبر دی لیکن اس مخالفت کے نتیجہ میں کینیڈا کی ایک بڑی فرانسیسی بولنے والی تعداد کو احمدیت کا پیغام پہنچا۔

اس صحافی نے اپنی خبر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ''اسلام کے خلیفہ'' کے خطاب کے حوالہ سے کیا۔ نیز پارلیمنٹ کی ان ممبران کا ذکر کیا جنہوں نے اپنا سر ڈھانپا ہوا تھا اور اس صحافی نے ان ممبران سے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

اسی دن پارلیمنٹ کی ممبر جوڈی سگرو (Judy Sgro) کے چیف آف سٹاف نے اس کا جواب دیا جو اس اخبار نے اسی دن شائع بھی کیا۔

چیف آف سٹاف نے اس کے جواب میں لکھا کہ ان ممبران نے اپنی مرضی سے اپنا سر ڈھانپا تھا نہ کسی کے کہنے پر۔ کیونکہ احمدی مرد و خواتین حضرات ہمیشہ باحیا رہتے ہیں اور پردہ کا لحاظ کرتے ہیں اس لئے جوڈی سگرو نے اپنی خوشی سے اپنا سر ڈھانپا۔

اس خبر اور پھر اس کے جواب کے ذریعہ کینیڈا کے سارے فرانسیسی صوبہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔

....

19 /اکتوبر بروز بدھ 2016ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے مسجد بیت السلام میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ حضور انور نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعدازاں پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 52 خوش نصیب خاندانوں کے 255 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان کے علاوہ 14 خواتین نے انفرادی طور پر علیحدہ علیحدہ ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز کینیڈا کی مختلف جماعتوں Abode of Peace، Brampton، Maple، Vaughn، بیری، ملٹن، پیس ولیج اور ٹورانٹو سے آئی تھیں۔ اس کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش اور شارجہ سے آنے والی بعض فیملیز اور احباب نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

ان سبھی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے طلباء اور طالبات کو ازراہ شفقت قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے تین بجے تک جاری رہا۔

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس پروگرام میں 35 فیملیز کے 145 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔ اس کے علاوہ 14 سنگل افراد نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز میں شہدائے لاہور کی فیملیز بھی تھیں اور سیریا سے عرب مہاجرین کی فیملیز بھی تھیں۔ ہر ایک ان میں سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی شفایابی کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف اور مشکلات دُور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔

طلباء اور طالبات نے اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا اور ان کی پریشانیوں اور تکالیف اور مشکلات راحت وسکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں اور یہ بابرکت گھڑیاں انہیں ہمیشہ کے لئے سیراب کر گئیں۔

ان سبھی فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔

بعدازاں جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر سے مسجد بیت الاسلام جانے کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ کے دونوں اطراف مرد و خواتین کے ہجوم نے والہانہ انداز میں اپنی فدائیت اور محبت کا اظہار کیا۔ خواتین جہاں پیارے آقا کے دیدار سے خود فیضیاب ہو رہی تھیں وہاں اپنے چھوٹے بچوں کو دونوں ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے اپنے آقا کا دیدار کروا رہی تھیں۔ سردی کے موسم میں یہ عشاق اپنے آقا کے دیدار کے لئے گھنٹہ گھنٹہ بلکہ اس سے بھی زائد وقت کھڑے رہتے ہیں کہ نہ جانے کس وقت حضور انور کا اس راہ سے گزر ہو اور ہم خلیفۃ المسیح کے چہرہ کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔

انتظار کرنے والوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو دور دور سے اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک عرب احمد درویش صاحب بھی ہیں

جن کے گھر کا راستہ بذریعہ کار 40 منٹ ہے لیکن کار نہ ہونے کی وجہ سے یہ اکثر بس پر دو گھنٹے کا سفر کرکے آتے ہیں اور پھر اس جگہ پر اپنے آقا کے دیدار کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں جہاں سے حضور انور کا گزر ہونا ہوتا ہے اور پھر جب حضور انور ان کے قریب سے گزرتے ہیں تو یہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے اور اکثر بے اختیار ہوکر بلند آواز سے کہتے ہیں: أُحِبُّکَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن کہ اے امیر المومنین! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

روزانہ چار گھنٹے کا سفر اور دو تین گھنٹے مسجد کے اردگرد گزارنے سے ان کا واحد مقصد خلیفہ وقت کی زیارت اور حضور کے پیچھے نماز ادا کرنا ہے۔

کسی زمانے میں ان کا تعلق سیریا کے بعض متشدّد گروپس سے تھا۔ ان کے بھائی عبداللہ درویش صاحب نے پہلے بیعت کی تو یہ اپنے بھائی کے سخت مخالف ہوگئے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی تو احمدیت سے شدید مخالفت اور نفرت محبت میں بدل گئی۔ اکثر کہتے ہیں کہ نماز کی جو لذّت خلیفہ وقت کی اقتدا میں نصیب ہوئی ہے ایسی لذّت مجھے پہلے کبھی کہیں بھی نہیں ملی۔

ان پروانوں میں ایک نوجوان میاں بیوی بھی ہیں جو ہر اُس راہ پر آن کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے خلیفہ وقت کا گزر ہونا ہوتا ہے۔ جب حضور انور تین دن کے لئے آٹوا تشریف لے گئے تو یہ جوڑا پروانوں کی طرح وہاں بھی جا پہنچا۔ جب ان سے بات ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم دونوں مانٹریال سے قریباً 500 کلومیٹر کا سفر طے کرکے آئے ہیں اور ہم نے ایک ماہ کے لئے پیس ویلیج میں ایک بیسمنٹ کرایہ پر لی ہے اور ہمارا مقصد صرف یہی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ پیارے آقا کا دیدار کریں اور حضور کی اقتدا میں زیادہ سے زیادہ نمازیں ادا کریں۔

ان راہوں پر کھڑے ہونے والوں کے نیک جذبات، ان کے دلوں کی کیفیات اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اپنے محبوب آقا کو اپنے درمیان اپنے گلی کوچوں میں چلتا ہوا دیکھ کر ان لوگوں کے نصیب جاگ اٹھے ہیں۔ اللہ یہ سعادتیں اس بستی کے مکینوں کے لئے مبارک کرے۔ آمین

....

20/اکتوبر بروز جمعرات 2016ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے مسجد بیت الاسلام میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کی خدمت میں روزانہ مرکز لندن اور دنیا کے دوسرے مختلف ممالک سے رپورٹس اور خطوط موصول ہوتے ہیں اور حضور انور ساتھ ساتھ ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الاسلام نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

نمازوں کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عبدالرحیم صاحب مرحوم کی نماز جنازہ حاضر اور نو (9) دیگر مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم عبدالرحیم صاحب نے 15/اکتوبر 2016ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم انتہائی ملنسار، غریب پرور اور دل موہ لینے والی شخصیت کے مالک تھے۔ اپنی اہلیہ سے ان کا سلوک بہت اعلیٰ تھا۔ جماعتی تحریکات پر باقاعدہ چندوں کے علاوہ مالی قربانی دل کھول کر کرتے۔ گردوں کی لمبی بیماری کے دوران نہایت صبر کا مظاہرہ کیا۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے چھوڑے ہیں۔

درج ذیل احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم رانا منور احمد خان صاحب (کارکن دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

27/اگست 2016ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب کاٹھگڑھی سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے بیٹے اور حضرت چوہدری عبدالسلام صاحبؓ کاٹھگڑھی کے پوتے تھے جنہوں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم کے دوران لاہور میں دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم نے ملازمت کا آغاز تعلیم الاسلام کالج کی لائبریری سے کیا۔ پھر 50 سال دفتر وصیت میں انتہائی اخلاص سے خدمت کی توفیق پائی۔ آدھی رات کو بھی کسی موصی کی وفات کی خبر ملتی تو وصیت کی کارروائی کے لئے اسی وقت دفتر چلے جاتے تاکہ ورثاء کو اس معاملہ میں پریشان نہ ہونا پڑے۔ مرحوم نہایت سادہ مزاج، خوش اخلاق و ملنسار تھے۔ ہر ایک سے اچھا اور دوستانہ تعلق تھا۔ دفتر میں تمام کارکنان سے باہم محبت اور پیار کا تعلق تھا۔ وہ سبھی آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم خالد احسان صاحب (آف لاہور)

14/اگست 2016ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ 2001ء میں بیعت کی اور بہت جلد ایمان و اخلاص میں ترقی کی۔ مجلس انصاراللہ علاقہ لاہور میں بطور آڈیٹر اور نائب ناظم علاقہ خدمات بجالاتے رہے۔ اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کر بچوں کو دینی تعلیم اور قرآن کریم سکھانے کی کلاسز لگاتے رہے۔ دعوت الی اللہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خادم خلق انسان تھے۔ نہایت شریف النفس اور مرنجاں مرنج تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔

☆ مکرمہ صادقہ ثریا صاحبہ (ربوہ)

10 جون 2016ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مخلص اور تعاون کرنے والی خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ آپ مکرم لیاقت احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ منصوبہ بندی کمیٹی ربوہ کی والدہ تھیں۔

☆ مکرمہ بڈیا صاحبہ (مصطفیٰ آباد فیصل آباد)

سال 2013ء میں 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ انڈونیشیا سے آئی تھیں۔ جائیداد وغیرہ چچا نے چھین لی تھی۔ 1964ء میں فیصل آباد میں بیعت کی۔ نمازوں کی پابند، خلافت سے محبت رکھتی تھیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔

☆ مکرمہ مصباح النصر صاحبہ (اہلیہ مکرم نوید احمد باجوہ صاحب۔ ربوہ)

16 جولائی 2016ء کو 28 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کا بچپن ہی سے جماعت کے ساتھ عمدہ تعلق تھا۔ ناصرات اور لجنہ اماء اللہ میں خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ دیندار، دعاگو، صابر وشاکر اور بہادر خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ مریم سکول ربوہ میں ٹیچر تھیں اور بیسٹ ٹیچر کے انعامات لیا کرتی تھیں۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔

☆ مکرم رشد المنان صاحب (ابن مکرم عبدالمنان شاد صاحب مرحوم یوکے)

26/اگست 2016ء کو 47 سال کی عمر میں انگلستان میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اعلیٰ صفات کے مالک، خوش مزاج، غریبوں کے ہمدرد، رشتوں کو عزت دینے والے اور جوڑنے والے نیک انسان تھے۔ آپ جماعت سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ خلیفہ وقت کے ساتھ بڑا پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ صدر صاحب جماعت کے ساتھ تعاون مثالی تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالکریم صاحب مرحوم)

16 ستمبر 2016ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کا بچپن قادیان میں گزرا۔ تہجد گزار نیک خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ کرونڈی میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے غیر معمولی اور گہرا لگاؤ تھا۔ حضور انور کے خطبات اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے درس القرآن کی ریکارڈنگ بہت باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ آپ کا زیادہ تر وقت تلاوت قرآن کریم اور جماعتی کتب ورسائل کے مطالعہ میں گزرتا۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ کی والدہ تھیں۔

☆ مکرمہ آمنہ بی بی صاحبہ (آف لاہور)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، بہت نیک، پرہیزگار اور صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔ خلافت سے انتہائی پیار اور اخلاص کا تعلق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت کے لئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ آپ اپنے گاؤں 33 چک ضلع سرگودھا کی 30 سال صدر لجنہ رہیں اور انتہائی محنت اور اخلاص کے ساتھ اس ذمہ داری کو سرانجام دیتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ (جرمنی) کی نانی تھیں۔

☆ مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب (آف چک L9/128 ضلع ساہیوال۔ حال ربوہ)

3/اگست کو 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے ساہیوال قیام کے دوران نائب امیر ضلع ساہیوال کے علاوہ مقامی جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کچھ عرصہ سے ربوہ کے محلّہ بشیر آباد میں اپنے بیٹے مکرم انوار احمد انوار صاحب مربی سلسلہ کے پاس مقیم تھے۔ آپ کے ایک پوتے مکرم سلطان نصیر احمد صاحب بھی مربی سلسلہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

....

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 34 فیملیز کے 175 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

یہ فیملیز کینیڈا کی جماعتوں Durham، Peace Village، Scarborough، Abode of Peace، Rexdale، Weston، Bradford، Milton، Brentford، Toronto اور Richmond Hill سے آئی تھیں۔

یہ سبھی وہ فیملیز تھیں جو اپنے پیارے آقا سے اپنی زندگی میں پہلی بار مل رہی تھیں۔ ان میں شہدائے لاہور کی فیملیز بھی تھیں اور سیریا سے آنے والے مہاجرین کی فیملیز بھی تھیں۔ ان سبھی نے اپنے پیارے آقا سے باتیں کیں اور آقا کے قرب میں چند لمحات گزارے ان کے دلوں کو تسکین ملی اور سینے برکتوں سے بھر گئے اور برسوں کی دیدار کی پیاس بجھی۔ ان سبھی نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر ختم ہوا۔

....

تقریب آمین

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الاسلام تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 30 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی۔

فاران احمد، حارث ابراہیم احمد، حاشر احمد خان، انتصار احمد، محمد صدیقی، رومان علی ملک، سلمان احمد، زیان ہادی، توفیق احمد، توحید احمد، یوسف کریم، زین احمد، سالک ہنجراء، ذیشان باسط مرزا، جذبہ شہزاد، ارسلان باجوہ، حسیب احمد، جاذب احمد، محتد اجوئیہ، فیض احمد، ایقان احمد۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ہادیہ یوسف، لبیقہ رشید، ملاحت احمد، علیشا مقصود، فائزہ شہزادی، سبیکہ احمد، عارفہ بشریٰ سید، عطیۃ الکافی، حنا احمد۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

21/اکتوبر بروز جمعہ 2016ء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ''مسجد بیت الاسلام'' کے دونوں ہالوں میں مردوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ نیز مردوں کے لئے دو مارکیز بھی لگائی گئی تھیں۔ خواتین کے لئے ایوان طاہر میں انتظام کیا گیا تھا نیز خواتین کے لئے بھی دو مارکیز لگائی گئی تھیں۔

پیس ویلج کی جماعتوں کے علاوہ اردگرد کے حلقوں سے بھی احباب جماعت بڑی تعداد میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔ مجموعی طور پر 6400 مرد وخواتین نے حضور انور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بجکر تیس منٹ پر ''مسجد بیت الاسلام'' میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج میں جماعت کے دو خادموں کا ذکر کروں گا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے جن میں سے ایک مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب ہیں۔ اور دوسری فضل عمر ہسپتال کی شعبہ گائنی کی ڈاکٹر نصرت جہاں ہیں۔ جو انسان بھی دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے اور انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دونوں مرحومین کی مختلف خدمات اور ان کے ذاتی اوصاف کا تفصیل سے ذکر خیر فرمایا اور مرحومین اور اُن کے پسماندگان کو دعاؤں سے نوازا۔

(اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 12/نومبر 2016ء میں شائع کیا جا چکا ہے)۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بجکر تیس منٹ پر ختم ہوا۔ اور یہ خطبہ جمعہ ''مسجد بیت الاسلام'' سے MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست Live نشر ہوا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور نے مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب مرحوم اور محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ مرحومہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

تقریب بیعت

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بیعت کی تقریب ہوئی۔ بیعت کرنے والوں میں 14 نومبائعین اور 10 نومبائعات شامل تھیں۔ حضورانور کے دست مبارک پر تین نومبائع افراد کو ہاتھ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان تین افراد کے پیچھے ایک نومبائع اپنے تین بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس کے علاوہ باقی نومبائعین پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

بیعت کی یہ تقریب MTA پر براہ راست Live نشر ہوئی اور ایک عالمی رنگ اختیار کرگئی۔ دنیا بھر کے ممالک کی جماعتوں نے اس بیعت کی تقریب میں شرکت کی سعادت پائی۔

آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

کالجز اور یونیورسٹیز کی طالبات کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

پروگرام کے مطابق چھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لائے اور کالج اور یونیورسٹی کی طالبات کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزہ خولہ ساہی صاحبہ نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزہ عالیہ ظفر صاحبہ نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ ماریہ اقبال صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ پیش کی اور عزیزہ ثناء ممتاز صاحبہ نے اس کا ترجمہ بیان کیا۔

حضورانور نے فرمایا یہ پروگرام کس نے بنایا ہے؟ یہ لجنہ کا کام تو نہیں ہے۔ احمدیہ مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کی صدر کا کام ہے۔

اس پر بتایا گیا کہ ہر یونیورسٹی کی اپنی AMSA کی صدر ہوتی ہے۔ تو اس پر حضورِانور نے فرمایا ایک سینٹرل بھی تو AMSA کی صدر ہوتی ہے۔

اس پر منتظمہ نے عرض کیا کہ وہ نیشنل سیکرٹری تعلیم کے تحت ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ سیکرٹری تعلیم کا تو کوئی کام نہیں ہے۔ AMSA کو خود اپنا پروگرام بنانا چاہیے۔

اس کے بعد خولہ میاں صاحبہ نے نظم پیش کی۔

☆ بعدازاں لبیدہ رشید صاحبہ نے ''حیا'' کے عنوان پر مضمون کا پہلا حصّہ پیش کیا۔ جس میں کہا کہ سویڈن میں 28 مئی 2016ء کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اور ناصرات کو ایک مطمح نظر دیا کہ اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَان۔ یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے۔ آج ہم حیا کی اہمیت کے بارہ میں بیان کریں گے۔ قرآن کریم بار بار یہ نصیحت بیان فرماتا ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکامات سنتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک حیا کا پہلو اختیار کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ 'اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔' (33:36)۔ اس ماہ کے آغاز میں جلسہ سالانہ کینیڈا 2016ء کے موقع پر لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حیا کا مقصد عورتوں کی عزت اور پاکیزگی بڑھانا ہے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَان یعنی کہ اس حدیث کی روشنی میں جن لوگوں میں حیا نہیں، ان میں ایمان نہیں۔ اس لئے یہ لازمی ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ حیا الٰہی صفت ہے۔ تاریخ ایسی مومن عورتوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جو مجسم حیا تھیں۔ ایسی ہی ایک مثال قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دو عورتوں کو اپنے جانوروں کو پانی پلانے میں مدد کی تھی جو حیا کی وجہ سے پیچھے کھڑی تھیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے پس ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس حیا سے لجاتی ہوئی آئی۔ (28:26)۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس حیا سے اتنا خوش ہوا کہ ایسا واقعہ جس کو لوگ بھلا چکے ہوتے اس کو قرآن کریم میں محفوظ فرمادیا اور اس طرح تاقیامت لوگوں کے لئے باعث نصیحت ہوا۔

☆ اس کے بعد عزیزہ مبشرہ صاحبہ نے اسی مضمون کا دوسرا حصّہ پیش کیا جس میں بتایا کہ ہمارے لئے حضرت عائشہؓ میں بھی ایک بہترین مثال ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا کہ آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔ عظیم بادشاہوں اور سرداروں نے حضرت عائشہؓ سے دین سیکھنے کا شرف حاصل کیا اور آپؓ نے اس تمام عرصہ میں حیا کا پہلو نہ چھوڑا اور حیا اور پردے کی ایک زبردست مثال قائم کی۔

ایک اور مثال حضرت خولہؓ کی ہے۔ اسلام کی ایک عظیم مجاہدہ۔ ایک موقعہ پر جب مسلمان اور رومن افواج کی جنگ ہو رہی تھی، مسلمان فوج نے دیکھا کہ چہرہ ڈھانکے ایک فوجی نہایت بہادری سے دشمن فوج کا مقابلہ کر رہا ہے۔ جب یہ فوجی واپس لوٹا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے پوچھا کہ اے مجاہد اسلام اپنا نام تو بتاؤ، ہماری آنکھیں تمہارے چہرے کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں پس اپنے چہرہ سے پردہ ہٹاؤ۔ اس پر اس مجاہد نے نقاب گرانے سے انکار کردیا۔ اسے پھر کہا گیا کہ اے نوجوان ہم تمہارا چہرہ دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ اس پر مجاہد نے کہا اے سپہ سالار میں نافرمان نہیں لیکن خدا کا یہ حکم ہے کہ میں بے پردہ نہیں ہوسکتی میں ایک عورت ہوں اور میرا نام خولہ ہے۔ پس انہوں نے نقاب اتارنے سے انکار کردیا۔ بحثیت ایک احمدی عورت کہ ہمیں ان مثالوں کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے جن کی معاشرہ میں عظیم خدمات ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے سارے کام حیا کے دائرہ میں رہ کر کئے۔ اگر ہم مسلسل دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو ہماری حیا ہمارے لئے روک نہیں ہوگی بلکہ ہمارے لئے طاقت اور اعتماد کا باعث ہوگی۔ جب ہم نوکریوں اور اسکولوں میں جائیں گے۔ حیا کے ذریعہ ہم لوگوں کو اسلام سے بھی متعارف کرا سکتے ہیں جیسے کہ لجنہ اماء اللہ نے اپنی کامیاب نیشنل تحریک Je suis Hijabi کے ذریعہ کیا۔ حیا ایک الٰہی وصف ہے جس کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ دنیا بھر کی لجنہ اماء اللہ اس الٰہی وصف کو خلوص نیت سے اختیار کرنے والی ہوں اور احمدی خواتین حیا کا بہترین نمونہ بن جائیں جو کہ سچی مومنہ کی نشانی ہے۔ آمین۔

☆ بعدازاں عزیزہ نزہت خورشید صاحبہ (ایم اے) نے اپنی پریزنٹیشن دی۔

حضورِانور کے دریافت فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ انہوں نے Political Theory میں ایم اے کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماسٹرز کی ڈگری یارک یونیورسٹی میں سیاسی نظریہ (Political Theory) میں کر رہی ہوں۔ میری ریسرچ کا عنوان ہے Psychological Impact of Historical and political events on Muslims۔ میں اپنی ریسرچ کے آغاز میں ہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ان واقعات کو مزید سٹڈی کرکے اپنے مقالے میں شامل کروں۔ مثال کے طور پر ایک Political Theorist جس کو میں سٹڈی کر رہی ہوں وہ FRANC PHENO ہے جس نے نفسیاتی اثرات پر زور دیا ہے کہ کیوں کالونیز بنائی گئیں اور افریقنوں کو غلامی میں جکڑا گیا۔ اسی PHENO کے خیالات کو لے کر میں یہ ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ سالہا سال کی مغربی مداخلت اور جبر سے آج مسلمانوں پر بھی انہی افریقنوں کی طرح نفسیاتی اور جسمانی اثرات اثرانداز ہیں۔ ثقافتی سامراجیت اور غیر مساوی عالمی اقتصادی طریقوں کے ذریعے بھی جو مغرب نے مسلمان ممالک کے ساتھ کئے۔

(And through the cultural Imperialism of Capitalism and its unequal global economic practices).

PHENO نے بتایا ہے کہ احساسِ کمتری جبر کے نتیجہ میں بھی ہوجاتی ہے اور میں بھی یہی ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ مغرب کی مداخلت کی وجہ سے مسلمان ممالک آج کے دور میں اسی احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں۔ پس اسی وجہ سے یا تو مسلمان مغرب کی نقل کرنے کی کوشش کررہے ہیں یا جھوٹا جواز بنا کر بدلہ لینے کا سوچتے ہیں۔ افریقن کے متعلق PHENO نے یہ تجویز کیا تھا کہ اپنی ثقافت کو دوبارہ زندہ کریں اور اپنی مایوسیوں اور پریشانیوں کو مثبت رنگ میں دُور کرکے معاشرتی اور سیاسی حیثیت کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح میں بھی یہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو با اختیار بنانے کے لئے وہ اپنے کھوئے ہوئے ایمان کو دوبارہ قائم کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ریسرچ بہت اہم ہے کیونکہ ہم جو احمدی مسلمان ہیں ہمیں ہمیشہ سے اس بات کا علم تھا کہ مسلمان اندرونی طور پر زخمی ہوچکے ہیں کیونکہ انہوں نے اسلام کی اصل بنیادی تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے۔ میرے خیال میں میری ریسرچ سے ثابت ہوجائے گا کہ مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کی گراوٹ کس طرح ہوئی اور وہ تعلیم کی کمی اور قیادت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی شناخت کھو بیٹھے۔

اس کے بعد عزیزہ عائشہ میاں اکرم صاحبہ نے اپنی پریزنٹیشن دی۔

☆ میں یونیورسٹی آف ونڈزر میں پی ایچ ڈی کے دوسرے سال میں ہوں اور میرا مضمون سوشیالوجی ہے۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے میں نے جو مقالہ کا عنوان چنا ہے اُس پر میں نے پہلے ہی کچھ ریسرچ کی تھی اور وہ یہ ہے Muslim women identity religious freedom and racism in Canada.۔

عام طور پر کینیڈا کو ایسا ملک جانا جاتا ہے جو نئے آنے والوں کو کھلی باہوں سے خوش آمدید کہتا ہے اور آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ خاص طور پر ہر ایک اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرسکتا ہے۔ مگر پچھلے کچھ سالوں سے یہاں سیاسی اور سماجی حالات بدل رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے 42 فیصد مسلمان خواتین نے مختلف طریقوں سے امتیازی سلوک محسوس کیا ہے۔ میں نے اپنی ریسرچ کے دوران سات ایسی مسلمان عورتوں سے انٹرویو کیا ہے جو کینیڈا میں ہی پیدا ہوئیں اور یہیں جوان ہوئیں

اور جو حجاب لیتی ہیں کہ وہ کینیڈین مسلمان کے طور پر کیا محسوس کرتی ہیں۔اس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ یہاں نسل پرستی بڑھ رہی ہے اور ایسا محسوس کرایا جاتا ہے جیسے ہم کہیں باہر سے ہیں اور بعض جگہ اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے بے عزتی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ان سب باتوں کی وجہ سے یہ عورتیں تذبذب کا شکار ہیں کہ وہ حجاب اُتار دیں کیونکہ یہ اُن کی شناخت کا ایک اہم رکن ہے۔جب میں نے اپنی یہ ریسرچ مکمل کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایڈمنٹن پولیس میں کنسلٹنٹ کی جاب مل گئی۔پولیس سے کئی مسلمان عورتوں نے پوچھا کہ کیا اگر یہ پولیس آفیسر بن گئی تو اپنا حجاب پہنے رکھے گی؟ اس کے لئے ہم نے نمونہ کے طور پر ایک حجاب بنایا جو یہاں کے حفاظتی معیار کے مطابق تھا۔(اسکرین پر پولیس کا یونیفارم اس حجاب کے نمونہ کے ساتھ دکھایا گیا)۔اگرچہ یہ حجاب پوری طرح اسلامی حجاب کی عکاسی نہیں کرتا مگر یہ ایک قدم ہے جس سے کینیڈا میں مسلمان عورت کی پہچان ہو سکتی ہے۔ کچھ عرصہ سے دوسری تنظیموں میں بھی پالیسی بدلی ہے جیسا کہ RCMP۔انشاء اللہ میری کوشش ہے کہ اپنی پی ایچ ڈی کے دوران خاکسار یہ ریسرچ اور سٹڈی آگے بھی جاری رکھے تاکہ ہم مسلمان عورتوں کے لئے مثبت تبدیلی ہوتی رہے۔

☆ اس کے بعد سارہ چرکی صاحبہ نے اپنی پریزنٹیشن دی۔انہوں نے کہا کہ میں QUEBEC یونیورسٹی میں ماحولیاتی معلومات کے نظام میں پی ایچ ڈی کر رہی ہوں۔ اور میرا مضمون ہے: (Responsible innovation and information system) موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے بچنے کے لئے انفارمیشن سسٹم ، جدید سافٹ ویئرز اور IT کے ذریعے کام کر کے مختلف آرگنائزیشنز اور لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ responsible innovation ایک نیا نظریہ ہے جس کو یورپ میں اپنایا گیا ہے جس میں شفاف طریق سے ایک دوسرے سے مل کر ایسا کام کرنا جو خوبیوں کے لحاظ سے اور پائیداری کے لحاظ سے سوسائٹی کے لئے ضروری ہو۔ ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف لڑائی میں 2015ء کی کانفرنس ایک تاریخی کانفرنس تھی جس میں حصہ لینے والے تمام لوگوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم کاربن کے اخراج کو کم سے کم کریں گے اور دنیا کے درجہ حرارت کو دو ڈگری سے کم رکھنے کی کوشش کریں گے۔اس کے لئے آرگنائزیشنز آپس میں مل جل کر کام کریں آئندہ کے لئے ایسا لائحہ عمل بنائیں جس سے ہم یہ ٹارگٹ حاصل کر سکیں۔ جس کے لئے جدید طریقوں کو اپنانا ضروری ہوگا۔ انفارمیشن سسٹم، سوسائٹی میں ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے واقعی ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔مگر اس کے کچھ منفی اثرات بھی ہوتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کیا آپ اپنا SUBJECT سائنسی طور پر ڈیل کر رہی ہیں یا معاشرتی طور پر؟

اس کے جواب میں موصوفہ نے عرض کیا دونوں طرح۔اصل میں میرا تعلق سوشل سائنس سے ہے اس لئے میں اس کے مطابق اس پر کام کر رہی ہوں۔اور جو اس کا معاشرتی اثر ہے اُس کو سٹڈی کر رہی ہوں۔اور ساتھ ساتھ ماحولیاتی اور اخلاقی طور پر آب و ہوا کی تبدیلی کا جو اثر ہوتا ہے اُسے ذمہ داریاں متعارف کروا کر حل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ یہ خیال مجھے حضور انور کے جو عدل کے موضوع پر بہت سے خطابات ہیں وہاں سے آیا تھا کہ ہمیں عدل سے کام لینا چاہئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کیا آپ نے میرا تازہ خطاب سُنا ہے؟ اس پر موصوفہ نے عرض کیا جی سُنا ہے۔ مَیں نے ایک مقالہ لکھنا شروع کیا ہے جس کے تین حصے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: چین اور انڈیا کو کس طرح مطمئن کریں گے جو کہ ترقی پذیر ممالک ہیں جو انڈسٹری میں ترقی کر رہے ہیں۔امریکا اور یورپ نے تو 40، 50 سالوں میں خوب ترقی کی ہے اور ان کی انڈسٹری انتہا تک پہنچ گئی ہیں۔اور اب کہتے ہیں کہ دنیا کی آب و ہوا تبدیل ہو رہی ہے۔تو اب چین اور انڈیا کہتے ہیں کہ جب ہم 40، 50 سالوں میں ان کی طرح ترقی کر لیں گے تو پھر اس کے بارہ میں سوچیں گے۔

کینیڈا آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک ہے لیکن چین اور انڈیا کی آبادی بہت زیادہ ہے۔انڈسٹری میں ترقی سے قبل یورپ اور امریکا کی بددیانتی اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے انہوں نے اپنے جنگلات کاٹ ڈالے اور اب یہ ترقی یافتہ ممالک کہتے ہیں کہ آب و ہوا کا خیال رکھو۔اس پر یہ ترقی پذیر ممالک، مغربی طاقتیں مشرقی ممالک کے خلاف ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر موصوفہ نے عرض کیا کہ مَیں یہاں بطور طالبعلم آئی تھی اور اب میں یہاں مستقل رہائش پذیر ہوں ۔

سوال و جواب

حضور انور نے فرمایا کہ سب پریزنٹیشنز کرنے والیوں کا تعلق سوشل سائنس کے ساتھ ہے۔کیا یہاں کوئی خالص سائنس میں پی ایچ ڈی نہیں کر رہا؟

☆......ایک طالبہ نے عرض کیا کہ مَیں فارمیسی پڑھ رہی ہوں۔میرا سوال ہے کہ ان ممالک میں لجنہ کس طرح مختلف پروفیشنل میڈیکل سروسز جماعت کو فراہم کر سکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ کو چاہئے کہ بچوں کی تربیت کریں اور ان کو بچوں کی صحت پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا ہم دوسرے ممالک یا دوسرے علاقوں میں وقفِ عارضی کر کے میڈیکل سروسز فراہم کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ صرف تعلیم یافتہ لجنہ یہ کر سکتی ہیں، سب نہیں۔آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ لجنہ کو ایک ٹیم تشکیل دینی چاہئے جو اس کام میں تعلیم یافتہ ہوں اور جن میں دوسری لجنہ کو صحت کی دیکھ بھال سکھانے کی صلاحیت ہو۔مثلاً کہ کس طرح گھروں کی صفائی کرنی چاہئے اور کس طرح حفظانِ صحت ہو۔کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہاں بہت سے گھر ایسے ہیں جہاں صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔بعض اوقات تو صفائی کے بغیر 10، 20 دن گزر جاتے ہیں۔بچوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔مجھے یہاں کا تو علم نہیں لیکن یوکے میں اسکولوں سے شکایات آتی ہیں کہ ایشیائی طلبا کی مائیں بچوں کی صحت کا خیال نہیں رکھتیں یہاں تک کہ اُن کے ناخن تک نہیں تراشتیں۔آپ کو چاہئے کہ آپ لجنہ کو اپنی تجاویز دیں اور وہ دیکھیں کہ ان تجاویز پر کس طرح عمل درآمد ہو سکتا ہے۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں Meticulous Genetics میں کام کر رہی ہوں۔ میں خاص طور پر کینسر کے GENES پر کام کر رہی ہوں جس میں ایک جین (GENE) پر سٹڈی کر رہی ہوں کہ وہ کہاں سے اور کس طرح کام کرتا ہے؟

اس پر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا جسم کے اندر سے ہی کوئی اینٹی باڈی پیدا ہوں گی۔

موصوفہ نے عرض کیا کہ کیونکہ جین (GENE) کنٹرول کرتا ہے اُس کی گروتھ وغیرہ۔تو ہم ریسرچ کر رہے ہیں کہ اگر وہ جین ختم ہو جائے تو ہم کس طرح اُس کا اثر واپس لاسکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جین کنٹرول کرتا ہے جب وہ متاثر ہوتا ہے یا انفیکٹڈ (INFECTED) ہوتا ہے۔جب پروٹین نہیں بن رہی ہوتی تو وہ کینسر بن جاتا ہے۔سٹیم سیل (Stem Cell) کے ذریعے ہوسکتی ہے؟

موصوفہ نے عرض کیا کہ ہم کسی ماڈل جین (GENE) پر کام کرتے ہیں اور میں ایک ایسے WORM پر کام کر رہی ہوں جس کا پاتھ وے (Pathway) انسان کے GENE کے پاتھ وے (Pathway) جیسا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یعنی جب جین (GENE) ختم ہو گیا تو اُس کو ڈیویلپ (DEVELOP) کرنا ہے۔یا اُس کی ایک طرح سے ری برتھ (REBIRTH) کرنی ہے۔

موصوفہ نے عرض کیا کہ جب جین (GENE) ختم ہو جاتا ہے تو اُس کا کام ہم کوشش کر رہے ہیں کہ کسی اور طریقے سے ہو جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کہاں تک ریسرچ پہنچی ہے؟

موصوفہ نے عرض کیا کہ میرا کام جہاں تک ہے مجھے دو Suppressor ملے ہیں جن پر ہم مزید ریسرچ کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کیا اس کے متعلق کہیں اور بھی ریسرچ ہو رہی ہے؟ یعنی یہ پتہ کرنے کی کوشش کر رہے کہ وہ کونسا خاص جین (GENE) ہے جو یہ کرتا ہے؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ جین کا پتہ چل گیا ہے مگر وہ کس طرح یا کس طریقے سے کرتا ہے یہ پتہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ لندن میں کسی نے والدین کا جینز (GENES) لے کر، ماں کا کسی اور عورت کے ساتھ بدل کر کیا ہے (کیونکہ وہ FERTILIZE نہیں کر رہا تھا) تو کیا اس طرح کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انہوں نے جین (GENE) بدل دیا ناں! یہ تو ایک طرح کی کلوننگ (COLONING) ہے۔ اس کی مذہبی حوالے سے اجازت نہیں ہے۔

☆......بعد ازاں حضور انور نے فرمایا اور کون ہے خالص سائنس میں؟

اس پر ایک طالبہ نے عرض کیا کہ میرا medical radiation science کا background ہے۔ یعنی میں Radiation Therapy کیا کرتی تھی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے۔پوری طرح اپنے آپ کو ڈھانپتی ہو۔احتیاط کرتی ہو؟

موصوفہ نے عرض کیا اب تو سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ دوسرے کمرے سے ہی کمپیوٹر میں دیکھ کر تھراپی ہو جاتی ہے۔ اب کیونکہ میرے الحمدللہ تین بچے ہو گئے ہیں تو مجھے اپنی فیلڈ چھوڑنی پڑی تھی مگر اب میں ماسٹر آف میڈیکل فزکس کرنا چاہتی ہوں۔

☆......ایک طالبہ نے عرض کیا کہ میں فزکس میں ماسٹر کر رہی ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کمال ہو گیا۔تھیسس (THESIS) بھی لکھ رہی ہو؟ کیا نام ہے مضمون کا؟

موصوفہ نے بتایا Theoretical Atomic Physics.

اس پر حضور انور نے فرمایا یعنی اس میں میتھ میٹکس (MATHEMATICS) زیادہ ہوتا ہے۔

موصوفہ نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اٹلی میں جو ڈاکٹر عبدالسلام کا انسٹیٹیوٹ ہے آپ وہاں جاسکتی ہو۔

☆......ایک طالبہ نے عرض کیا کہ میں پاکستان سے پچھلے سال آئی ہوں میں نے BSc honors کیا ہے medical radiation Sciences کے طور پر اور یہاں کینیڈا آکر پوسٹ گریجویٹ آنرز کیا ہے اور اب میں technologist جاب کر رہی ہوں۔

☆......ایک طالبہ سے حضور انور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ بچے کو بھی پال رہی ہو اور ساتھ ساتھ پڑھائی بھی کر رہی ہو۔تو تمہارا شوہر بھی مدد کرتا ہے؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا: جی حضور وہ پاکستانی ہیں اور کافی مدد کرتے ہیں وہ خود بھی پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ یہ تھوڑا مشکل ہے۔میرا بھی یہی سوال ہے کہ کس طرح ہم باہمی طور پر ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ گھر میں توازن برقرار رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا عورت کے لئے بڑا جہاد یہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرے۔تاکہ وہ مستقبل میں کامیاب سائنسدان ، ریسرچرز، ڈاکٹرز ، انجینئرز اور اچھے سیاستدان بن سکیں۔ میں نے یہ بات یہاں یا کہیں اور کسی خطاب میں بھی کہی تھی۔

موصوفہ نے عرض کیا حضور یہی میری نیت ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ میں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرلوں۔اور میں کوشش کرتی ہوں کہ بہانے بہانے سے اپنے ساتھیوں اور پروفیسرز کو تبلیغ بھی کروں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اگر یہ نیت ہے تو بہت اچھا ہے۔اگر اپنی تعلیم آپ تبلیغ کے لئے بھی استعمال کر رہی ہیں تو یہ بھی اچھا ہے۔

موصوفہ نے عرض کیا کہ میرا ایک اور سوال ہے ڈے کیئر (DAY CARE) کے متعلق۔میں نے اپنے بچے کو جب وہ ڈیڑھ سال کا تھا ڈے کیئر (DAY CARE) میں ڈالا تھا تاکہ میں اپنی پڑھائی پر زیادہ توجہ دے سکوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا جب بچہ دو تین سال کا ہو تو اُسے ماں کی توجہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔اور اس عمر میں زیادہ وقت دینا چاہئے۔یہی عمر ہوتی ہے جب بچہ اپنی ماں کو صحیح طرح پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں سائیکالوجی پڑھ رہی ہوں۔میرا سوال تھا کہ آج کل دماغی امراض پر بہت سٹڈی اور ریسرچ ہو رہی ہے۔اور بہت سی دوائیاں اس میں استعمال ہوتی ہیں۔کیا یہ صحیح طریق ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دماغی امراض کی سب سے زیادہ وجہ مایوسی اور پریشانی (frustration) ہے یا discontentment ہے یا جیلیسی (Jealousy) ہے یا حسد ہے۔بہت ساری وجوہات ہیں۔بعض اوقات شادی کے بعد جھگڑوں کی وجہ سے ڈپریشن ہو جاتا ہے۔بعض دفعہ ورزش نہ کرنے سے بھی ہو جاتا ہے۔اور دماغ پر ضرورت سے زائد بوجھ ڈال لینا وغیرہ۔تو اس کا حل ہے کہ گھروں کے مسائل حل ہو جائیں

اور قناعت پیدا ہو جائے یعنی contentment ہو جائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان دوسرے کی دولت یا سٹیٹس (Status) دیکھ کر حسد نہ کرے بلکہ اگر کوئی دینی لحاظ سے آگے ہو تو صرف اُس کو لینے کی کوشش کرے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اُس سے بندہ ذہنی طور پر ٹھیک رہے گا اور اللہ یاد رہے گا۔ اس لئے بجائے دنیا دیکھنے کے اللہ کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ کہ دل کو اطمینان اور تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ ہونا چاہئے۔

پس frustration بڑھنے کی وجہ سے دنیا میں دماغی امراض بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ preferences دنیاداری ہوگئی ہے اور اُس کی وجہ سے بے چینی ہوگئی ہے۔ اور بے چینی کی وجہ سے frustration ہے اور پھر frustration کی وجہ سے آگے بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ یہ ہیں عمومی وجوہات۔ اس لئے پنجوقتہ نمازیں پڑھو اور ذکرِ الٰہی کرو۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے کہ دوسرے کے مال کو دیکھ کر یہ نہ کہو کہ کاش یہ میرے پاس بھی ہوتا۔ بلکہ اس کے برعکس جب کسی کو نیکی کرتے دیکھو تو خواہش کرو کہ کاش میں بھی یہ نیکی کرسکتا۔

☆......حضور انور نے مراکش کی ایک طالبہ سے پوچھا کہ تمہیں سمجھ آئی؟ پھر فرمایا کہ یہ لوگ کبھی اردو اور کبھی انگریزی میں سوال کر رہی ہیں اس لئے میں بھی دونوں زبانوں میں جواب دے رہا ہوں۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ جب ہم یونیورسٹی میں یا کہیں اور کوئی تبلیغی پروگرام کرتے ہیں اور فلائرز تقسیم کرتے ہیں تو غیر احمدی مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اُس پر نہیں لکھنا چاہیے کیونکہ لوگ اُسے پھینک دیتے ہیں اس طرح بے ادبی ہوتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا اُن سے کہو کہ تم میں سے کسی مسلمان کا نام محمد یا احمد نہیں ہے؟ تو وہ جب اپنے نام کے سائن وغیرہ کرتے ہیں تو وہ کاغذ گاربیج وغیرہ میں چلے جاتے ہیں تو اس طرح کیا بے ادبی نہیں ہوتی؟ ایک طریقہ یہ ہے کہ فلائرز پر صرف بانی اسلام (Holy Prophet of Islam) لکھ لیا کرو۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ میں نے اسپورٹس میڈیسن KINESIOLOGY کر رہی ہوں۔ اس میں جو خاص میری توجہ تھی وہ پبلک ہیلتھ پالیسی کو لوگوں میں پھیلانا تھی کہ کس طرح ہم دنیا کے مختلف حصوں میں خاص گروپس یا خاص علاقہ کے لوگوں کو خاص طور پر عورتوں اور بچوں کو ایسے پروگراموں میں لاسکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم تو صفائی کے لئے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ۔ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْإِيْمَانِ۔ نظافت ایمان کا حصہ ہے۔ پھر حفظانِ صحت کے لئے یہ بتایا کہ تمہیں اپنے کھانے کو ننگا نہیں رکھنا چاہئے۔ ڈھک کر رکھنا چاہئے۔ پانی تک کو ڈھک کر رکھنا چاہئے۔ پھر جیسے پُرانے زمانہ میں جب لوگ واش رُومز وغیرہ کے لئے باہر جاتے تھے کیونکہ ٹائلٹ وغیرہ نہیں ہوتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفائی کے لئے بجائے جانوروں کی ہڈیاں وغیرہ استعمال کرنے کے کم از کم صاف پتھر استعمال کرو۔ کیونکہ ہڈیوں وغیرہ میں بیکٹیریا اور جراثیم وغیرہ ہوتے ہیں۔ پس بڑی واضح تعلیم صحت کی دیکھ بھال کے لئے اسلام نے پیش کی ہے، حفظانِ صحت کے لئے بھی اور Sanitize کرنے کے لئے بھی۔

موصوفہ نے عرض کیا کہ مجھ سے سوال ہوتا ہے کہ کس طرح ہم مسلمان عورتوں یا لوگوں کو اس طرف لے کر آئیں۔ کونسا طریقہ اپنائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان عورتیں اتنی آگے نہیں ہوں گی اور اس میں حصہ نہیں لیں گی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اگر ان مسلمان عورتوں کو نہیں پتہ تو وہ Ignorant (جاہل) ہوں گی۔ کیونکہ زیادہ تر اَن پڑھ لوگ ہیں۔ تم لوگوں کو تو علم ہے کیونکہ آپ لوگ پڑھ رہے ہیں۔ افریقہ یا کسی بھی ترقی پذیر ملک میں یہی حال ہے اور صحت کی دیکھ بھال اور Sanitation وغیرہ کا بُرا حال ہے۔ تبھی تو اِیبولا (EBOLA) وہاں سے نکلا تھا۔ گندگی کی وجہ سے ہوا تھا۔ تو وہ مسلمان ملک تو نہیں ہیں۔ سارے عیسائی ملک ہیں۔ تھرڈ ورلڈ ملک کا حال ہے کیونکہ اُن کے پاس ایسی سہولیات میسر نہیں ہیں۔ تعلیم نہیں ہے اور وسائل بھی نہیں ہیں۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا لڑکیاں پڑھائی کے سلسلے میں دوسرے ملک یا دُور جا کر رہ سکتی ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ یونیورسٹی کی طالبہ ہیں اور آپ کے والدین راضی ہیں بھیجنے کے لئے تو ٹھیک ہے اور یہ بات یقینی ہونی چاہئے کہ آپ وہاں لڑکیوں کے ساتھ ہی رہیں۔ لڑکے لڑکیوں کے ایک ہی ہوسٹل میں نہ ہوں تو پھر جاسکتی ہو۔ ہماری بہت سی لڑکیاں ہیں جو چین میں جا کر پڑھائی کر رہی ہیں، بلکہ یورپ اور مشرقی یورپ میں بھی کچھ ہماری طالبات پڑھ رہی ہیں۔ اگر آپ کے والدین آپ پر پُر اعتماد ہیں تو آپ جاسکتی ہیں۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا یہ بیوی کا حق ہے کہ وہ شادی کے بعد کبھی بھی حق مہر مانگ سکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بیوی کا حق ہے کہ وہ شادی سے پہلے بھی حق مہر مانگ سکتی ہے۔ حق مہر ہے ہی اس لئے کہ تم پہلے دو۔ خاوند کا فرض ہے کہ وہ دے۔ یہ ضروری نہیں کہ میاں بیوی میں کوئی جھگڑا ہو اور تم قضا میں جاؤ اور کہو کہ میرا حق مہر دلا کر دیں۔ حق کا مطلب کیا ہے؟ یہی ناں کہ یہ تمہارا right ہے۔

اس پر طالبہ نے عرض کیا کہ میں نے جتنی عورتوں سے سُنا یا پوچھا ہے تو زیادہ تر یہی کہتی ہیں کہ اُن کو نہیں ملا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نہیں ملا تو یہ اُن کی اپنی کمزوری ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی نے کہا کہ حضور میری دو بیویاں ہیں اور میرا پانچ پانچ سو حق مہر ہے دونوں بیویوں کا۔ اُس زمانے میں پانچ سو کافی رقم ہوتی تھی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے اُن کے ہاتھ پر حق مہر رکھا تھا؟ ہر ایک کو دیا پانچ پانچ سو روپیہ۔ جواب دیا کہ نہیں دیا۔ بلکہ اُنہوں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ معاف۔ حضور نے فرمایا نہیں، جاؤ اور اُن کے ہاتھ پر رکھو۔ وہ بیچارے غریب بندے تھے۔ انہوں نے کسی سے قرضہ لیا اور جا کر ایک بیوی کو 500 اور دوسری کو بھی 500 روپیہ دیا اور کہا کہ تم نے میرا حق مہر معاف کر دیا تھا اب یہ واپس کر دو۔ بیویوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں غریب آدمی سمجھے تھے کہ تم نے دینا تو ہے نہیں تو گھر میں فساد کیوں ڈالیں۔ اس لئے ہم نے کہا کہ چلو معاف کیا۔ اب تم نے دے دیا ہے تو اب کوئی معاف نہیں ہونا۔ پس حق مہر کبھی بھی معاف نہیں ہوتا۔ خاوند کو کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے دن دے دے۔

حضور انور نے ازراہِ شفقت مراکش کی طالبہ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے شوہر سے حق مہر لے لیا ہے؟

موصوفہ نے عرض کیا کہ ابھی تک نہیں لیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لیکن تم نے اُس کو معاف تو نہیں کرنا۔ جب بھی تمہیں دے دے تم لے لینا۔ یعنی جب بھی اُسے اچھی جاب وغیرہ ملے اور رقم اچھی ہو تو تم مانگ لینا۔

☆......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ایسی عورت کو برکت ملتی ہے جو حق مہر لیتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ برکت اسی میں ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو حق مہر وقت پر ادا کر دے۔ اگر کسی نے کوئی قرضہ لیا ہوا ہے اور مانگنے پر ادا نہیں کر رہا تو کس طرح برکت پڑ سکتی ہے۔ حق مہر مناسب ہونا چاہیئے یہ نہ ہو کہ خاوند پر بہت زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے جو وہ ادا ہی نہ کرسکتا ہو۔ اس لئے جماعت میں اکثر حق مہر جو رکھا جاتا ہے وہ آدمی کی چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمدنی ہوتی ہے۔ یہاں اوسطاً ایک آدمی تین ہزار ڈالرز کماتا ہے تو اگر تمہارا حق مہر 18 ہزار ڈالرز سے 36 ہزار ڈالرز تک ہے تو یہ مناسب ہے۔ لیکن اگر باہمی رضامندی سے حق مہر کم بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ زبردستی یا دکھاوے کے لئے زیادہ حق مہر لکھوانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے جس کی آدمی کو استطاعت نہ ہو۔

طالبات کی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس سات بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھیں گے اور کبھی ظاہری یا مخفی شرک نہیں کریں گے۔ ہم نے کہا کہ ہم تیری بیعت کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے جھوٹ اور ہر قسم کی بداخلاقیوں سے بچیں گے۔ ہم ہر قسم کے ظلم، خیانت اور بغاوت سے بچیں گے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد رکھیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہیں گے۔ ہم نے کہا کہ ہم کبھی مخلوقِ خدا کے حق نہیں ماریں گے اور مسلمانوں کو تکلیفیں نہیں پہنچائیں گے۔ ہمیشہ عاجزی دکھائیں گے اور تکبر سے بچیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو قبول کریں گے۔ ہم مسیح موعود اور مہدی معہود اور آپ کے بعد جاری نظام خلافت کی ہمیشہ اطاعت کرتے رہیں گے۔ پس جب ہم نے یہ عہد اور اعلان کیا کہ ہم یہ سب کچھ کریں گے تو ان باتوں کی گہرائی اور تفصیل کو جاننے کے لئے ایک تربیتی کیمپ کی بھی ضرورت تھی جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسوں کا انعقاد کیا اور اعلان فرمایا کہ آ کر اپنے عہد بیعت کی جزئیات کو سمجھنے کے لئے، اپنے ایمان اور ایقان میں اضافے کے لئے، اپنے اخلاقی معیاروں کو بلند کرنے کے لئے سال میں کم از کم ایک دفعہ یہاں مرکز میں جمع ہو جاؤ۔ اور جوں جوں جماعت وسعت پذیر ہے یہ جلسے بھی دنیا کے مختلف ممالک میں ہو رہے ہیں۔ قادیان سے نکل کے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ جلسے پھیل گئے ہیں۔ لیکن مقصد ہر ملک کے جلسے کا ایک ہی ہے کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے شروع کئے تھے اس سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور ہر احمدی پھر اسے اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جلسے میں آنے کا مقصد تب پورا ہوگا جب ہر احمدی اللہ تعالیٰ سے تعلق، معرفت اور روحانیت میں ترقی کرے۔ جب دینی علم میں اضافہ ہو۔ جب آپس کی محبت اور بھائی چارہ بڑھے۔ جب قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے پر لاگو کر کے اپنے عملی نمونوں سے اس کا اظہار کرو۔ پھر اپنے علم اور عمل سے دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچاؤ اور ان سب باتوں کے حصول کے لئے تقویٰ میں بڑھنا بہت ضروری ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 340 الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

پس چاہے پچاس سالہ جلسہ ہو یا اس سے زیادہ سال کا جلسہ، کوئی جوبلی جلسہ ہے یا ہر سال منعقد ہونے والا سالانہ جلسہ ہے، ہر ایک کا مقصد ایک ہی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہم ترقی کرنے والے ہوں۔ کوئی دنیوی مقصد نہ ہمارے کسی سابقہ جلسے کا تھا، نہ اِس جلسے کا ہے۔ اگر ہماری سوچیں صحیح دھارے کی طرف نہیں چل رہیں تو نہ ہمیں پچاسواں جلسہ کوئی فائدہ دے سکتا ہے نہ پچھترواں، نہ سَوواں۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں صرف یہ ہدف نہیں دیا کہ کیا کرنا ہے بلکہ یہ بھی بتایا کہ کس طرح کرنا ہے۔ ہمارا ایمان کس قسم کا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہمارا معیار کیا ہونا چاہئے۔ ہمیں آپ کی بیعت میں آ کر کیا، کس طرح کے اظہار کرنے چاہئیں۔ ہمارے عمل کیسے ہونے چاہئیں۔ کن کن مراحل سے گزرنے کی ضرورت ہے اور کس طرح زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔ آپ کی اپنی جماعت سے کیا توقعات ہیں۔ اور کن لوگوں کے نمونوں کو ہمیں اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم احمدی ہونے کا بھی اور جلسے میں شامل ہونے کا بھی مقصد پورا کرسکیں۔

اس زمانے میں جبکہ ہر طرف فساد برپا ہے دنیا خدا تعالیٰ کو بھول چکی ہے۔ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے بلکہ یہ بھی المیہ ہے کہ مسلمانوں میں سے بھی ایسے گروہ ہیں جو اسلام کے نام پر اور خدا تعالیٰ کے نام پر ظلم و تعدی میں بڑھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کی مخلوق کے حقوق پامال کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایسے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے کیا چاہتا ہے اور اسلام تمہیں کیا تعلیم دیتا ہے۔ تم نے کس طرح اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے۔ کس طرح اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا ہے۔ ایک موقع پر ان دونوں قسم کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے۔ اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔''

پس یہ حق اللہ تعالیٰ کا آپ ہم سے ادا کروانا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے بے غرض تعلق اور محبت ہو اور یہی وہ تعلق ہے جو ہر قسم کے ظاہری اور مخفی شرک سے محفوظ رکھتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ''بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں

میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن:61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا''۔ یہ تو نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فرمایا بلکہ ''میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنّت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے اور حقیقتاً موذی نہیں ہونا چاہئے''۔ یعنی دوسروں کو دکھ دینے والا نہیں بننا چاہئے۔ فرمایا ''شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا کہ جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی مَیں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں''۔ فرمایا ''اور یہی مَیں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔''

پس یہ وہ سبق ہے جو وسعت حوصلہ کی انتہاؤں کو چُھو رہا ہے۔ جب غیروں سے یہ سلوک ایک مومن کا ہونا چاہئے تو پھر اپنوں سے حسن سلوک کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ اس سے ہمیں اندازہ ہو جانا چاہئے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ: ''خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے''۔ یعنی بلاوجہ کی دشمنی اور مخالفت اور شرک اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ یعنی دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ فرمایا کہ ''ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا''۔ ایک جگہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ علیحدگی ہو۔ انسان انسان سے علیحدہ ہو۔ انسان ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔ اور دوسری جگہ وصل نہیں چاہتا۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ فرمایا ''یعنی بنی نوع (انسان) کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمّت بلند ہوتی ہے۔'' یہ وسعت حوصلہ ہمیں دکھانی ہے۔ فرمایا: ''اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ 97-96۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہم نے یہ بلندیوں کے معیار حاصل کرنے ہیں اور یہی وہ معیار ہیں جو آپ نے شرط بیعت میں بیان فرمائے ہیں کہ محض لِلّٰہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ 564)

پھر ایک حقیقی مسلمان کے بارے میں کہ وہ کون ہے اور کیسا ہونا چاہئے؟ آپ اپنی ایک تقریر میں اس بات کو مزید کھول کر بیان فرماتے ہیں کہ ''مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو''۔ جہاں اعتقاد یہ ہے، ایمان یہ ہے، اس بات پہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جانی چاہئے، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہئے، وہاں عملی طور پر بھی اس کے نمونے دکھائے جائیں۔ فرمایا: ''اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بمشقّت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذّت اور حلاوت کی کشش ہو''۔ نیکیاں اگر کرنی ہیں تو یہ نہیں کہ کونسا بوجھ مجھ پر پڑ گیا۔ کیا مجبوری آ پڑی ہے۔ بلکہ نیکیاں کرنے سے ایک مزہ آنا چاہئے۔ ایک لذت حاصل ہونی چاہئے۔ شوق سے کی جانی چاہئیں اور ان کی طرف پھر کھچنا چاہئے کہ ہم نے یہ نیکی کرنی ہے۔ فرمایا ''جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے۔ اس طرح نیکیاں کرو جو ہر قسم کی تکلیف کو خوشیوں میں بدل دے۔'' حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی دلی خوشی سے ہو نہ کہ کسی مجبوری اور خوف کی وجہ سے تبھی تکلیف راحت میں بدلتی ہے۔ فرمایا: ''حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب و مولیٰ پیدا کرنے والا اور محسن ہے۔ اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔ سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا اور نہ بہشت اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں، نہ لذات ہیں تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا''۔ نیکیاں صرف اس لئے نہیں کرنی کہ جنت ملے گی۔ یا برائیوں سے اس لئے نہیں بچنا کہ دوزخ میں نہ چلا جاؤں بلکہ فرمایا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیاں کرنی ہیں اور کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کرو اس لئے کرنی ہیں۔ فرمایا ''کیونکہ اُس کی عبادات اور خدا تعالیٰ سے تعلق اب اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بناء اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ ہی کی شناخت، اس کی محبت اور اطاعت کے لئے بنائی گئی ہے''۔ اپنے عمل اور اپنی سوچ کو ایک انسان اس مقام پر لے جائے کہ جہاں اس کی شناخت یہ ہو جائے کہ یہ خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اس کی رضا کے لئے کام کرتا ہے۔ اس کی محبت کے معیار اتنے بلند ہوں کہ دنیا کو نظر آ جائے کہ یہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ اطاعت کے معیار وہ ہوں کہ پتا لگے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا اور کامل اطاعت کرنے والا ہے۔ فرمایا ''اور کوئی غرض اور مقصد اس کا ہے ہی نہیں''۔ یہ دنیا کو پتا لگنا چاہئے۔ ''اسی لئے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صَرف کرتا ہے تو اس کو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے۔'' ایسا انسان جب اس کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا اس کی پہچان ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی محبت کا محور بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی اطاعت بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے تو پھر جب اس کا اَور کوئی غرض اور مقصد نہیں ہوتا تب اس کو پھر اپنے خدا کا حقیقی چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ فرمایا ''بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی''۔ فرمایا کہ ''مَیں کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی تو مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذّت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کی صورت میں دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لا انتہا موت سے بڑھ کر اور دکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے''۔ فرمایا کہ ''جیسے اگر کوئی بادشاہ اعلان کرائے کہ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ نہ دے گی تو بادشاہ اسے خوش ہو کر انعام دے گا تو ایک ماں کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ میں اپنے بچے کو ہلاک کرے۔ اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لئے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسائش اور آرام کا وعدہ دیا جائے''۔ فرمایا ''پس حقیقی مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بناء پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصّہ اور جُزو ہو کر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اس کے لئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے''۔ یہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے پھر وہ ایک جنت پیدا کر دیتی ہے۔ فرمایا ''کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے۔ اس لئے مَیں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ183-182۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے ہمارے لئے خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا ہدف یا ٹارگٹ اور اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کے بارے میں کوئی دوسرا ہمیں نہیں بتا سکتا۔ جو معیار آپ نے سامنے رکھا ہے اس کے جائزے ہر ایک اپنے لئے خود لے سکتا ہے۔

پھر ہمیں زندگی کا لائحہ عمل دیتے ہوئے کہ اگر اس طرح زندگی گزارو تو اللہ تعالیٰ کس طرح سلوک فرماتا ہے اور رحمت کی نظر ڈالتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔'' اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو انسان تو دوسرے انسان کا گناہ بخشتا ہی نہیں۔ کہیں نہ کہیں کینہ دل میں بیٹھا رہتا ہے اور ظاہراً بیشک صلح بھی کروا دی جائے، ایک دوسرے کو معاف بھی کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی اور چھوٹا سا بھی واقعہ ہو یا اگر موقع ملے تو وہ کینہ پھر ابھر کر سامنے آ جاتا ہے اور اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور رجوع برحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو''۔ فرمایا ''نماز سنوار کر پڑھو''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہئے۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ247 ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ جلسہ کے تین دن جو ہیں صرف یہ تین دن ہی ہمیں اپنی حالتوں کی طرف غور کرنے والے نہ بنائیں بلکہ یہاں سے جو کچھ سیکھیں اور سنیں ان کو زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔

اپنی حالتوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق رکھنے کے لئے ایک بڑی خوبصورت نصیحت آپ نے فرمائی ہے۔ فرمایا ''ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض''۔ فرمایا ''نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لئے نہیں کہ ٹکّریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں''۔ دلی جوش سے نماز نہیں پڑھ رہے ہوتے بلکہ اپنے بڑوں کے کہنے سے یا اپنے دوستوں کے کہنے سے، ساتھیوں کے کہنے سے نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا ''یہ کچھ نہیں۔'' ''نماز وہ ہے جو دلی جوش سے پڑھی جائے اور اس کی عادت پڑنی چاہئے۔ شروع میں لوگوں کے کہنے سے اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے نصیحت بھی کی جاتی ہے لیکن آہستہ آہستہ جب انسان شروع کر دے تو پھر دلی جوش سے ہمیشہ نمازوں کی طرف توجہ رہنی چاہئے۔ پس نماز کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی جو آواز ہے وہ دل سے نکلنی چاہئے۔ کسی دکھاوے یا کسی خوف کی وجہ سے نہیں ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ ''نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکّب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدّنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو''۔ یہ اطاعت کا بھی معیار ہے۔ ''اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے۔ اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے۔ اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔'' دین پہلے اور دنیا بعد میں۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ248-247۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے کے بعد مخلوق کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ پہلے بھی مَیں نے ایک اقتباس پڑھا تھا۔ ایک اور ہے۔ فرمایا کہ بندوں کے حق ادا کرنے کی ادائیگی کا سبق بھی تم اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے رکھ کر کرو اور اس کے لئے آپ نے سورۃ فاتحہ کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ:

''سورۃ فاتحہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے اور اس میں سب سے پہلی صفت ربّ العالمین بیان کی ہے جس میں تمام مخلوقات شامل ہیں۔ اس طرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہئے کہ تمام چرند پرند اور کُل مخلوق اس میں آ جاوے۔ پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہئے۔ اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔ غرض اس سورۃ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ گویا خدا تعالیٰ کے اخلاق ہیں جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہئے اور وہ یہی ہے کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے تو اس کو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہئے۔ اگر دوسرا شخص جو اس کا رشتہ دار ہے یا عزیز ہے، خواہ کوئی ہے اس سے بیزاری نہ ظاہر کی جاوے اور اجنبی کی طرح اس سے پیش نہ آئیں بلکہ ان حقوق کی پروا کریں جو اس کے تم پر ہیں۔ اس کو ایک شخص کے ساتھ قرابت ہے اور اس کا کوئی حق ہے

تو اس کو پورا کرنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ345۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ سنہری اصول ہے جو عام خلق اللہ سے ہمدردی اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی شرط جو آپ نے شرائط بیعت میں بیان فرمائی ہے (ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ564) اسے پورا کرنے میں روشن راستے دکھاتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو جلسہ کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے باہم محبت اور مؤاخات پیدا کرنے کے نمونے قائم کرنے والا بناتی ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے حوالے سے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے‘‘ (عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے کے کہنے پر اس کا جنازہ پڑھایا۔ وہ منافقوں کا سردار تھا) (صحیح البخاری کتاب الجنائز باب الکفن فی القمیص الذی یکف أو لا یکف و من کفن بغیر قمیص حدیث1269) فرمایا ’’بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دے دیا ہے۔ اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے ’’جبتک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی‘‘۔ اخلاق درست کرنے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ میرے میں کیا برائیاں ہیں اور کون سی بداخلاقیاں ہیں۔ تبھی انسان اصلاح کر سکتا ہے۔ پس یہاں بھی آپ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اپنے جائزے لو، اپنے گریبان میں جھانکو۔ دوسروں کی برائیاں تلاش کرنے کی بجائے اپنی کمزوریوں پر نظر کرو۔ فرمایا کہ ’’زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لیے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیرخواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔ البتہ وہ شخص جو سلسلہ عالیہ یعنی دین اسلام سے علانیہ باہر ہو گیا ہے اور وہ گالیاں نکالتا اور خطرناک دشمنی کرتا ہے اس کا معاملہ اَور ہے۔ جیسے صحابہ کو مشکلات پیش آئے اور اسلام کی توہین انہوں نے اپنے بعض رشتہ داروں سے سنی تو پھر باوجود تعلقاتِ شدیدہ کے ان کو اسلام مقدم کرنا پڑا‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ346-345۔ ایڈیشن 1985ء۔ مطبوعہ انگلستان)

یعنی پھر اگر اسلام کے خلاف کوئی ہے اور گالیاں نکالتا ہے اور اپنی دشمنی میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے تو پھر وہاں تو دوستیاں قائم نہیں رہ سکتیں۔ وہاں تو پھر سب رشتے بھی ختم ہو گئے۔ پھر اسلام مقدم ہو گیا۔ دین مقدم ہو گیا۔ لیکن بعض لوگ جہالت اور غلط فہمی میں دشمنی کر جاتے ہیں انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچانی چاہئے اور اپنے اعلیٰ اخلاق دکھانے کی ضرورت ہے۔ ان کو بتایا جائے کہ جو تم کر رہے ہو غلط فہمی میں کر رہے ہو تو پھر ایسے ہیں جن کی اصلاح ہوتی ہے۔ اگر ہم نے ان کی غلط فہمیاں دُور کرنے کا حق ادا کر دیا، ان کو ساری باتیں بتا دیں اور پھر بھی وہ دشمنی میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں پھر تو قطع تعلقی ہے۔ نہیں، تو نہیں۔

امریکہ میں گزشتہ دنوں چند مہینے ہوئے ایک مسجد میں ایک شخص نے حملہ کیا، فائرنگ کی۔ اس کو جماعت نے کہا ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ اس کو بتایا کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اسلام کیا خوبصورت تعلیم دیتا ہے۔ کس طرح انسانوں کے حقوق کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کس طرح دوسرے مذاہب کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کو اتنا اثر ہوا کہ وہ رونے لگ گیا اور مسجد میں آیا اور معافیاں مانگیں اور گزشتہ جلسہ جو امریکہ کا ہوا ہے اس میں آ کر تقریر بھی کی کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں غلط طریقے سے اسلام کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ آج مجھے جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام کا پتا لگا ہے اور آج میں اعلان کرتا ہوں کہ اسلام جیسا خوبصورت مذہب کوئی نہیں۔

جماعت اُس وقت بنتی ہے اور مضبوط ہوتی ہے جب آپس میں محبت، اتفاق اور اخوت کا تعلق ہو۔ اس تعلق کو قائم کرنے کے لئے کہ آپس میں کیسا سلوک ہونا چاہئے اس بارے میں نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی۔ کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے۔ بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں‘‘۔ اب زمیندار جانتا ہے، اَن پڑھ زمینداروں کو تو پتا نہیں منوں کے حساب سے یا سیروں کے حساب سے بیج ڈال دیتے ہیں لیکن اگر دانوں کی تعداد دیکھیں اور ایک ایکڑ میں جتنا بیج ڈالا جاتا ہے اور جو پودے اگتے ہیں اس کے حساب سے نو حصے ضائع ہو جاتے ہیں اور صرف ایک حصہ اُگتا ہے اور ثمر وار ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ’’بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چڑیاں کھا جاتی ہیں‘‘ (دانوں کو) ’’بعض کسی اور طرح قابلِ ثمر نہیں رہتے۔ غرض ان میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں ان کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا‘‘۔ فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کے لیے جو جماعت تیار ہوتی ہے وہ بھی کَزَرْعٍ ہوتی ہے‘‘۔ کھیتی کی طرح ہوتی ہے۔ ’’اسی لئے اس اصول پر اس کی ترقی ضروری ہے۔ پس یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے‘‘۔ اب بعض دفعہ بیج کھیت میں اُگ بھی جاتا ہے لیکن ایک کے قریب دوسری کوئی جڑی بوٹی اُگ جاتی ہے۔ اس کی بڑھوتری رک جاتی ہے یا کمزور ہو جاتی ہے تو اس کے لئے پھر زمیندار جو ہے، کسان جو ہے وہ بوٹیوں کو مارتا ہے یا تلف کرتا ہے اور پھر وہ پودا دوبارہ اس طرح ہی نشوونما پانے لگ جاتا ہے۔ تو اسی طرح فرمایا کہ تم بھی اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ فرمایا کہ ’’یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں۔ ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لیے قرآن شریف میں آیا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی (المائدۃ: 3)۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ‘‘۔ یعنی جو عملی طور پر کمزور ہیں ان کو پیار سے سمجھاؤ۔ ان کے عملوں کو درست کرو۔ ان کو نصیحت کرو۔ ان کے قریب جاؤ۔ ان کے دوست بنو۔ ان کے ہمدرد بنو۔ جن میں ایمانی کمزوریاں ہیں ان کو قریب ہو کے سمجھاؤ۔

اگر ہمارا جو نظام ہے ہر سطح پر اس طرف توجہ دینے لگے اور عہدیدار ہر کمزور شخص کی طرف توجہ دینے لگیں تو بہت سارے ایک دوسرے کی کمزوریاں دُور کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے تو جو کام کرنے والے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی کمزوریاں دور کریں پھر اپنے بھائیوں کو سہارا دیں۔ مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ اس لحاظ سے بھی مدد کرنی چاہئے۔ ’’بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو‘‘۔ اس کے لئے بھی جماعت احمدیہ اپنے وسائل کے لحاظ سے دنیا میں خدمت کرتی ہے۔

فرمایا ’’کوئی جماعت، جماعت نہیں ہو سکتی جبتک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت اور ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت، جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہئے۔ بلکہ اِجماع میں چاہئے کہ قوت آ جاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔‘‘ یہ ہمیں توجہ سے سننا چاہئے۔ ’’میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں، معمولی باتوں کو اخباروں میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خَلق کو گمراہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکا دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے۔ اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ348-347۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس وہ جو آپس میں ایک دوسرے سے رنجشیں بڑھاتے ہیں، ذاتی باتوں پر مقدمے چلتے ہیں، رنجشیں بڑھ رہی ہیں، ان کو سوچنا چاہئے۔

پھر شرائط بیعت میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے اوپر قبول کرنا اور قال اللہ اور قال الرسول اپنا دستور العمل بنانا (ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ564) اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک قرآن کریم پڑھا اور سمجھا نہ جائے۔ اس کے لئے پھر آپ نے دینی علم اور قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

’’میں زیادہ امید اُن پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے۔ اس لئے کبھی سست نہ ہونا چاہئے۔ ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہئے تاکہ معرفت میں زیادت ہو۔ پوچھنا حرام نہیں۔ بہ حیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے اور عملی ترقی کے لئے بھی۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے‘‘۔ فرمایا ’’قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’......بعض ایسے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے ترجمہ سے واقف ہیں‘‘۔ مولویوں میں سے، علماء میں سے، غیروں میں سے دعویٰ کرتے ہیں، دوسرے مذاہب میں سے جو اسلام پہ اعتراض کرنے والے ہیں دعویٰ کرتے ہیں ’’مگر انہوں نے مشق تو کی ہے‘‘ پڑھ لیا، ترجمہ بھی شاید جانتے ہیں ’’لیکن اُن میں روحانیت نہیں ہے۔ اور اس کا ہمیں بارہا تجربہ ہوا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ195-194۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور جس میں روحانیت نہیں ہے اس کو قرآن کریم کی گہرائی اور باریکی سمجھ آ ہی نہیں سکتی اور اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آجکل شدت پسند جو ہیں وہ اسلام کے نام پر ظلم و بربریت کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں جی اسلام یہ کہتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے قرآن شریف کو سمجھا ہی نہیں اور روحانیت ان میں سے ختم ہو چکی ہے اس لئے کہ جس شخص کو اس دنیا میں دین اور روحانیت قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اس کے وہ انکاری ہیں۔

پس قرآن کریم کی تہہ سے یہ نایاب موتی نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس کو اس زمانہ میں اعلیٰ ترین عرفان عطا فرمایا ہے اُس سے فیض حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو اس لحاظ سے بھی اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم پڑھنے کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے اور اس کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے‘‘۔ فرمایا: ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جبتک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ‘‘ (الطارق: 14)۔ یعنی یقیناً وہ ایک فیصلہ کُن کلام ہے اور وہ ہرگز کوئی بیہودہ کلام نہیں۔ فرمایا: ’’وہ میزان، مہیمن (یعنی حفاظت کرنے والا) نور اور شفا اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اس لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے، دکھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں‘‘۔ فرمایا ’’ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف اُن لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں۔‘‘ ہم احمدیوں کو مخاطب فرما رہے ہیں ’’غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق

کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ بِدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا''۔ پس 'کشف حقائق'، حقائق کو کھولنے کے لئے، قرآن کریم کی تعلیم کی حقیقت کو کھولنے کے لئے، اس پر عمل کرنے کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ فرمایا'' کیونکہ بِدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا''۔ جب تک یہ اسرار قرآن کریم کے کھلیں گے نہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر سے قرآن کریم کو ہم سمجھیں گے نہیں، قرآن کریم کی حقیقت کو ہم جانیں گے نہیں تب تک روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا۔

فرمایا'' اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو۔ جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔ اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر''۔ فرماتے ہیں '' قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کی۔ اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن: 47)۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے واسطے دو بہشت ہیں۔ یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے۔ لیکن جو شخص خدا تعالیٰ کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دمِ نقد بچ جاتا ہے جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذّت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اِسی دنیا سے اس کے لئے شروع ہوجاتی ہے''۔ پس وہ دوزخ اس دنیا سے شروع ہوجاتی ہے جب انسان غلط کاموں کی طرف جاتا ہے، اپنے نفس کے قابو میں آجاتا ہے، جذبات نفسانی سے مغلوب ہو جاتا ہے، شہوات اس پر غالب آجاتی ہیں تو پھر ان سے بچنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں صرف یہی ہے کہ خدا کا خوف کھانا۔'' اور وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے''۔ فرمایا'' جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اُس کے لئے شروع ہوجاتی ہے''۔ جب انسان ان برائیوں سے بچتا ہے اور خدا کی طرف جھکتا ہے تو بہشتی زندگی اس دنیا سے شروع ہو جاتی ہے'' اور اسی طرح پر اس کے خلاف کرنے سے جہنمی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ156-155۔ ایڈیشن 1985ء۔ مطبوعہ انگلستان)

پھر ہمیں توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ '' جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں''۔ فرمایا'' فیج اَعوج کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں۔ ایک قرون ثلاثہ''۔ یعنی پہلی تین صدیاں۔'' اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ''۔ وہ زمانہ جب سب کچھ ٹیڑھا ہوگیا تھا'' جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْھُمْ۔ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں۔ اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ فَیجِ اَعوج کا ذکر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی فرماتے تو یہی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کے مَشرب کے خلاف ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت ہی مشکلات اور مصائب کا نشانہ رہا ہے''۔ فرمایا کہ'' معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہوگئے''۔ یعنی جو سمجھتے تھے قرآن کریم کی ضرورت ہی نہیں ہے اور وحی کی ضرورت نہیں ہے۔ عقل سے ہی سب کچھ حل ہوسکتا ہے۔ یا پھر دین میں تبدیلیاں کرنے والے۔

فرماتے ہیں'' ہم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گزرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دُور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانے کو دیکھا اور اس کا نام فَیج اَعوج رکھ دیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کی طرح) ہو گی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دُور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتّل اِلَی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوق اِخوان میں خاص رنگ ہو''۔

(ملفوظات جلد نمبر3 صفحہ 95-94۔ ایڈیشن 1985ء۔ مطبوعہ انگلستان)

پس یہ چیزیں ہیں جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنی ہیں اور اس کے لئے اپنی علمی اور روحانی استعدادوں کو بڑھانے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت کی حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

'' اگر دنیاداروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔ بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک گاؤں میں اگر ایک آدمی نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے۔ لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے''۔ فرمایا'' سنت اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اس کے لئے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت ابراہیم کا قصہ ہے کہ جب لوط کی قوم تباہ ہونے لگی تو انہوں نے کہا کہ اگر سو میں سے ایک ہی نیک ہو تو کیا تباہ کر دے گا؟ کہا، نہیں۔ آخر ایک تک بھی نہیں کروں گا''۔ فرمایا'' لیکن جب بالکل حد ہی ہو جاتی ہے تو پھر لَا یَخَافُ عُقْبٰھَا (الشمس:16) خدا کی شان ہوتی ہے۔ پلیدوں کے عذاب پر وہ پرواہ نہیں کرتا کہ ان کے بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا اور صادقوں اور راستبازوں کے لئے کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا (الکھف:83) کی رعایت کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور خضر کو حکم ہوا تھا کہ ان بچوں کی دیوار بنا دو اس لئے کہ ان کا باپ نیک بخت تھا اور اس کی نیک بختی کی خدا نے ایسی قدر کی کہ پیغمبر راج مزدور ہوئے۔ غرض ایسا تو رحیم و کریم ہے۔ لیکن اگر کوئی شرارت کرے اور زیادتی کرے تو پھر بہت بری طرح پکڑتا ہے۔ وہ ایسا غیّور ہے کہ اس کے غضب کو دیکھ کر کلیجہ پھٹتا ہے۔ دیکھو لوط کی بستی کو کیسے تباہ کر ڈالا۔ اِس وقت بھی دنیا کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے''۔ فرمایا'' اِس وقت بھی دنیا کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لائی ہے۔ تم بہت اچھے وقت آ گئے ہو۔ اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو بدلا لو۔ اپنے اعمال میں اگر کوئی انحراف دیکھو تو اسے دُور کرو۔ تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تم پر باقی رہے نہ خدا کا۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ ظالم ہے۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ263-262۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ہمیں ہماری عملی حالت کی بہتری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ آپ نے فرمایا۔'' یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس مَیں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے''۔ فرمایا اگر زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے تو وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔'' پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سُود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟۔ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اس طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے''۔ فرمایا '' یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدُوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 371-370۔ ایڈیشن 1985ء۔ مطبوعہ انگلستان)

پس اس کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو بھرپور کوشش کی ضرورت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہماری روحانی اور عملی حالت کا کوئی اور اندازہ نہیں لگا سکتا جتنا زیادہ بہتر ہم خود اندازہ لگا کے اپنے آپ کو دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا کہ اپنے جائزے لو۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی باہر لوگوں میں حسن اخلاق اور دین داری میں بڑھا ہوا ہے۔ لوگ اس کو دیکھ کر یہی کہتے ہیں۔ لیکن اگر گھر کے اندر سے اس کا پتا کرو تو گھر کے اندر اس کی انتہائی تکلیف دِہ صورتحال ہے۔ اس کے بیوی اور بچے اس سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ کوئی اپنے دنیاوی ماحول میں اچھا ہے تو باوجود بیعت میں شامل ہونے کے دینی لحاظ سے کمزور ہے۔ لیکن ایسی کمزوریاں ایسے لوگوں کی کسی خاص وجہ سے سامنے آتی ہیں ورنہ ظاہراً تو کسی کو کچھ نہیں پتا لگتا۔ بہرحال ہر قسم کے طبقے کی اصلاح اس وقت ہوسکتی ہے جب اسے خود احساس ہو کہ مَیں نے اصلاح کرنی ہے اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنا ہے تبھی ہم اس معیار پر پہنچ سکتے ہیں جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ بہت ہی قابل فکر اور ہمیں ہلا دینے والی بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے کہ اگر عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتے اور صرف زبانی اقرار بیعت ہے تو عملاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ضرورت کے ہم انکاری ہیں۔ صرف انکار نہیں بلکہ فرمایا کہ میری عدم ضرورت پر زور دیتے ہو۔ اس بات پر زور دیتے ہو کہ مسیح موعود کے آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پس ہم سب کو آج اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اگر کمزوریاں ہیں تو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ضرورت ہمارے ہر عمل سے ظاہر ہو۔ پاک تبدیلیاں ہمارے اندر پیدا ہوں۔ اگر یہ ہوگا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج ہم نے جو کچھ پایا ہے وہ دنیاوی دولتوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہماری پچاس سالہ جلسہ کی تقریبات یا سو سال سے زائد جماعت کی تاریخ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ خدا کرے کہ ہم میں سے اکثریت اس کو پانے والی ہو، سمجھنے والی ہو اور جو کمزور ہیں آج کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور ہمارا ہر عمل یہ گواہی دے کر اعلان کرے کہ اے مسیح محمدی! تیری بعثت اور تیرا آنا حق ہے اور تُو ایسے وقت میں آیا جب زمانے کو تیری ضرورت تھی اور ہم عہد کرتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھانے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ دوبارہ میں یاددہانی کراتا ہوں کہ جلسہ کے دنوں میں دعاؤں اور ذکر الٰہی پر اور عبادتوں کی طرف خاص طور پر زور دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جلسے سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

☆☆☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2016ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر 203)

پاکستان میں افراد جماعت احمدیہ کو شدّت پسند طبقہ کی جانب سے جس قسم کی شدید مخالفت کا سامنا ہے اور احمدیوں کے ساتھ تیسرے درجے کے شہریوں والا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اوران پر ہر قسم کا ظلم کرنا، ان کے اموال کو لوٹنا اور انہیں تکالیف پہنچانا عین ’اسلامی‘ کام سمجھا جاتا ہے۔ ذیل میں پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم/مخالفت کے واقعات میں سے بعض دعا کی درخواست کے ساتھ خلاصۃً پیش ہیں۔

امن پسند جماعت احمدیہ کے دفاتر پر کاؤنٹر ٹیررزم ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں کا ’دھاوا‘

ربوہ؛05/دسمبر 2016ء: مورخہ 5/دسمبر 2016ء کے روز کاؤنٹر ٹیررزم ڈیپارٹمنٹ (CTD) کی جانب سے پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے مرکز ربوہ میں واقع دفاتر تحریکِ جدید اور ضیاء الاسلام پریس پر ’چھاپہ‘ مارا گیا۔ اس سلسلہ میں پریس سیکشن نظارت امورِ عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی جانب سے 7/دسمبر کے روز جاری کی جانے والی پریس ریلیز قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

’’چناب نگر (پریس ریلیز) حکومت پنجاب کے محکمہ انسدادِ دہشت گردی نے 5دسمبر کو دفتر تحریک جدید پر غیر قانونی طور پر دھاوا بول دیا اور گارڈ کو شدید تشدّد کا نشانہ بنایا جس کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کرنا پڑا۔ اپنی غیر قانونی کارروائی کو جاری رکھتے ہوئے اہلکاروں نے دفتر میں موجود جماعت احمدیہ کے کارکنان کو ہراساں کیا اور ان میں سے بعض کو تشدّد کا نشانہ بھی بنایا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دفتر کے ایک ذمہ دار فرد نے اہلکاروں سے دریافت کیا کہ کیا ان کے پاس وارنٹ موجود ہے جس کا اہلکاروں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ محکمہ انسداد دہشتگردی کے اہلکاروں نے جماعت احمدیہ کے تین کارکنان عامر فہیم، صباح الظفر اور زاہد مجید کو گرفتار کر لیا اور جاتے ہوئے متعدد کمپیوٹر و لیپ ٹاپس، موبائل فونز، دفتری کاغذات اور متعدد کتابیں غیر قانونی طور پر لے گئے اور اس کی کوئی رسید نہیں دی۔ بعد ازاں سرکاری اہلکار ضیاء الاسلام پریس پہنچے اور دیواریں پھلانگ کر داخل ہوئے اور وہاں موجود کارکن ادریس احمد کو ہتھکڑی لگا کر گرفتار کر لیا اور انہیں بھی تشدّد کا نشانہ بنایا۔ محکمہ کے اہلکاروں نے پریس سے کاغذات، سیاہی، فلمیں اور ڈیزل بھی بغیر رسید دیئے اپنی تحویل میں لے لیں اور تالہ لگا کر چلے گئے۔ محکمہ انسداد دہشت گردی نے 9/احمدی افراد کے خلاف دہشتگردی کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ جبکہ گرفتار کئے گئے چار افراد میں سے صرف دو کو 6/دسمبر کو عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان گرفتار افراد کو جن کا اس رسالہ سے کوئی تعلق بھی نہیں ان پر دورانِ حراست بدترین تشدّد کیا گیا۔ مقدمہ کی ایف آئی آر میں کہا گیا ہے کہ ماہنامہ تحریکِ جدید اور روزنامہ الفضل کو حکومت پنجاب نے بَین کیا ہوا ہے۔ اس حوالے سے بعض حقائق درج ہیں۔

’’تحریکِ جدید‘‘ ایک ماہانہ رسالہ ہے جو صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے جماعت احمدیہ کے دفتر تحریکِ جدید ربوہ سے شائع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح روزنامہ ’’الفضل‘‘ بھی ربوہ سے شائع کیا جاتا ہے اور اس کی پیشانی پر واضح طور پر تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے ہے۔ گذشتہ سال متحدہ علماء بورڈ کی سفارش پر ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے ماہنامہ تحریکِ جدید پر مورخہ 9/دسمبر 2014ء کو نوٹیفیکیشن SO(IS-III)6-15/2010 اور روزنامہ الفضل پر مورخہ 25 جون 2014ء کو نوٹیفیکیشن SO(IS-III)6-15/2010 کے ذریعے بلا جواز طور پر پابندی عائد کر دی۔ جس کے خلاف رسالہ تحریک جدید کے ایڈیٹر کی جانب سے لاہور ہائیکورٹ میں رِٹ پٹیشن نمبر 16660-15 اور روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر کی جانب سے رٹ پٹیشن نمبر 16634-15 داخل کی گئیں جس پر فاضل جج جناب جسٹس اعجاز الحسن صاحب نے 2 جون 2015ء کو درج ذیل حکم امتناعی جاری کیا

Notice. Subject to notice , until the next date of hearing, no coercive measures shall be adopted against the petitioner.

ابھی یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ میں جناب جسٹس عائشہ ملک صاحبہ کی عدالت میں زیرِ کارروائی ہے اور اس پر کوئی نیا فیصلہ سامنے نہیں آیا۔ عدالت عالیہ کے اس حکم کی دھجیاں اڑاتے ہوئے یہ غیر قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

جماعت احمدیہ اپنے مرکزی دفاتر پر ہونے والی اس غیر قانونی ریاستی کارروائی کی شدید الفاظ میں مذمّت کرتی ہے۔ محبّ وطن جماعت کو اس طرح ظلم و بربریت کا نشانہ بنانا آئین پاکستان میں دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق کی بھی شدید خلاف ورزی ہے۔ محبّ وطن اور پُر امن جماعت کے خلاف اس طرح کی کارروائی کر کے اور ظلم و بربریت کا نشانہ بنا کر انسدادِ دہشتگردی کا یہ محکمہ کس طبقہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کارروائی میں پُر امن اور معصوم افراد کو ہراساں کیا گیا اور ان سے سرکاری اہلکاروں نے غیر قانونی اور غیر انسانی سلوک کیا۔ مقتدر حکومتی حلقوں اور خاص طور پر پنجاب حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ فوری طور پر یہ ناجائز مقدمہ ختم کرتے ہوئے گرفتار افراد کو رہا کیا جائے اور اس ظالمانہ کارروائی کے ذمہ داران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ ہم اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ نیشنل ایکشن پلان میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ نفرت انگیز مواد کی تحریر و تقریر پر پابندی عائد کی جائے گی لیکن جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان کے طول و عرض میں زبانی و تحریری طور پر نفرت پھیلائی جاتی ہے بجائے اس کے کہ اس مذموم فعل کے خلاف کارروائی ہوتی الٹا نفرت کا شکار احمدیوں کو ہی سرکاری کارروائیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔‘‘

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 9/دسمبر 2016ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’چند دن ہوئے ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کے پولیس کے خاص ادارے جو کاؤنٹر ٹیررسٹ (Counter Terrorist) پولیس کہلاتی ہے، جو ٹیررزم (Terrorism) سے لڑنے اور ان کے خاتمے کے لئے بنایا گیا ہے انہوں نے ریڈ (Raid) کی اور دو مربیان اور کچھ کارکنان کو پکڑ کر لے گئے۔ اس پر ربوہ سے بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا جن میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں بلکہ ہمارے ایمان مضبوط ہیں۔ اور یہ واقعات دیکھ کر ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے۔ یہی وہ روح ہے جو مومن میں ہونی چاہئے۔ یہی وہ باتیں ہیں جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور بے شمار تائیدات کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ یقیناً آخری فتح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ مخالفتیں تو ہوتی ہیں اور ہوں گی۔ یہ جو حملہ کرنے والے، ریڈ (Raid) کرنے والے تھے۔ (حملہ تو نہیں ریڈ (Raid) کرنے والا کہنا چاہئے) ان بیچاروں کو بھی سب سے زیادہ خوف اور ٹیرر (Terror) جو ہے، احمدیوں کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ احمدی یہ کہتے ہیں کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ احمدی اللہ تعالیٰ سے ڈراتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچو اور اس سے ڈرو۔ اور ان لوگوں کے نزدیک کہ احمدی ایسی باتیں کس طرح کر سکتے ہیں، یہ ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈراتے ہیں تو اس سے بڑا دہشتگرد اَور کون ہو سکتا ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈرائے۔ اس لئے ان کو پکڑو اور ان کو ختم کرو۔

اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور ملک کو ان مولویوں سے بچائے جو حقیقی ٹیررسٹ (Terrorist) ہیں جنہوں نے ملک میں فساد پھیلایا ہوا ہے اور کوئی بھی جان ان لوگوں سے محفوظ نہیں ہے اور یہ جو خاص پولیس ہے ٹیررسٹ (Terrorist) ختم کرنے کی پولیس ان کو بھی اتنی جرأت دے کہ بجائے پُر امن اور ملک سے محبت کرنے والے اور ملک کے قانون کی پابندی کرنے والے احمدیوں پر ہاتھ ڈالیں ان لوگوں سے جنگ کریں اور ان کو پکڑیں جن کے ہاتھوں عوام کی جانیں بھی محفوظ نہیں اور جو ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بھی جو ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ احمدیوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو محفوظ رکھے اور ان ظالموں کے چنگل سے بچائے۔ باقی جہاں تک قربانیاں ہیں وہ احمدی دیتے ہیں، دیتے رہیں گے اور ان قربانیوں کو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ جلد پھل لگائے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 9/دسمبر 2016ء)

..........................(باقی آئندہ)

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں

از صفحہ نمبر 2..........................

ایک گدھا گاڑی پر پانی کے گیلن پہنچانے کا انتظام کیا۔ اس کے علاوہ مقامی جماعت نے دو لاکھ سیفا کی خطیر رقم کے ذریعہ بھی مسجد کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالا۔ اس ساری جماعت کا معاشی طور پر انحصار صرف بارشوں کے چار مہینوں میں ہونے والی بارانی کاشت کاری پر ہے۔ اس مسجد کا افتتاح مکرم شاکر مسلم صاحب امیر و مشنری انچارج نائیجر نے کیا۔ افتتاح کے موقع پر غڈ اروجی علاقہ کے چیف صاحب مکمل پروٹوکول کے ساتھ شامل ہوئے۔ نیز اس موقع پر سرکاری ٹی وی کے نمائندگان نے افتتاح کی کوریج کی اور اگلے دو دن افتتاح کی کارروائی سرکاری چینل پر نشر کی گئی۔

ایک مقامی سردار نے کہا کہ ہم اسلام کو امن اور محبت والا مذہب سمجھتے ہیں۔ مجھ سے پہلے سردار نے مجھے نصیحت کی تھی کہ نفرت کی ہر بات سے نفرت کرو۔ مگر ان کے پاس کوئی اچھی مثال پیش کرنے کے لئے نہیں تھی۔ لیکن اب جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس علاقے میں 12 سال بعد ہم اپنے بچوں کو ’محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں‘ کا پیغام سکھاتے ہیں اور جماعت ہی وہ اچھی مثال ہے جس کی تلاش تھی۔

نائیجر کے ریجن مرادی (Mradi) کے ایک گاؤں Grangato میں احمدیہ مسجد کی ایک تصویر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پس اے لوگو تم خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مزاحم مت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی۔ خدا اُس کے نیست و نابود کرنے کے لئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے اور زمین ضرورت ضرورت بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بدبخت قوم اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا۔ وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی۔ اب سمجھ کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو اَنَا الْمَوْجُود کی آواز آئے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 435-436)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب

لجنہ اماءاللہ جرمنی کے جریدہ ''خدیجہ'' (نمبر 1 برائے سال 2011ء) کے حوالہ سے محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا ذکرخیر گزشتہ شمارہ سے جاری ہے۔

☆ مکرمہ امۃ الشافی خان صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ابّا کی گفتگو نے مجھے ہمیشہ بہت طاقت دی۔ اکثر اُن کے مشورے بہت صحیح ہوتے کیونکہ وہ اسلامی تعلیم کی گہرائی میں جا کر اس سوچ کے ساتھ مشورہ دیا کرتے تھے کہ دوسروں میں نقص تلاش کرنے کی بجائے اپنی غلطیوں کو سامنے رکھو۔

خلافت کی محبت اور دعا کی اہمیت انہوں نے ہی ہم میں پیدا کی۔ کئی نظمیں بھی ہم بچوں کے لئے لکھیں۔

☆ مکرمہ عالیہ ہیوبش صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ابّا ناامید لوگوں کے لئے ایک سہارا تھے۔ بے حد شوق سے روزانہ بے شمار خطوط لکھا کرتے تھے۔ جب اُن کا دایاں بازو ٹوٹ گیا تو انہوں نے بہت محنت سے ٹائپنگ سیکھی۔

صبر کا بہت اعلیٰ اظہار کرتے۔ کوئی راستہ میں روک لیتا تو اُس کی بات سنتے رہتے۔ فون کی گھنٹی سے نیند سے بیدار ہوتے اور بہت خوش اخلاقی سے گفتگو کرتے۔ ہر کسی کا دکھ سکھ بانٹنے کی کوشش کرتے۔ جب بھی کوئی دعا کے لئے کہتا تو تب تک دعا کرتے رہتے جب تک اُس کا مسئلہ حل نہ ہوجاتا۔ اس بات پر زور دیتے کہ اپنی اَنانیت کو دبا کر اپنی سوچ کو دینی، دنیاوی اور روحانی زاویہ سے پرکھا کروں۔

مَیں نے آپ سے اللہ اور اُس کی مخلوق سے محبت سیکھی، نماز کی پابندی اور اعلیٰ اخلاق یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم سیکھی۔ دعا کی قبولیت مَیں نے بہت زیادہ اُن میں دیکھی۔ ایک بار میرے بھائی کی شادی کے وقت بہت مالی تنگی درپیش تھی۔ اُن کی دعا نے یہ معجزہ دکھایا کہ کسی شخص نے کئی ہزار یورو انہیں دعا کی درخواست کے ساتھ بھجوادیئے۔ اسی طرح ایک بار وہ ربوہ جانے کے لئے بےقرار تھے لیکن رقم نہیں تھی۔ دعا کی تو ایک اخبار نے انہیں لکھا کہ کیا وہ پاکستان جاکر پاکستان کے بارہ میں ایک رپورٹ تیار کرسکتے ہیں جس کے لئے تمام اخراجات اخبار نے ادا کرنے تھے۔ یہ ایک ناقابل یقین معجزہ تھا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ خدا نے مجھے خود ہدایت دی ہے اور میرا خدا پر ایمان کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔

قادیان جانے کا اُنہیں بہت شوق تھا۔ وہاں اکثر وقت مسجد میں گزارتے۔

☆ مکرمہ صادقہ ریکس صاحبہ لکھتی ہیں کہ 2009ء میں مَیں نے پہلی بار محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب سے ملاقات کی۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ میری رہائش جہاں پر ہے وہاں احمدیوں سے ملاقات بہت کم ہوتی ہے اس لئے مَیں اپنے مختلف دوروں میں زیادہ سے زیادہ احمدی بہنوں سے ملنے کی کوشش کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی کہ سفر کے دوران مجھے اپنی ذاتی حفاظت کی بھی فکر رہتی ہے اس لئے مَیں صرف احمدیوں پر بھروسہ کرتی ہوں۔ اسی لمحہ آپ نے میری بات کو ٹوکتے ہوئے کہا کہ مجھے مکمل بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی کرنا چاہئے۔

اس کے بعد میری اُن سے خط و کتابت جاری رہی۔ خطوط میں درج میرے سوالوں کا جواب وہ بڑی محبت اور محنت سے دیا کرتے تھے۔ کبھی وہ میرا خط کسی مربی سلسلہ کو جواب کے لئے بھجواتے تو مجھے بھی ضرور مطلع کرتے اور یہ احساس اُن کو پوری طرح تھا کہ صرف خدا تعالیٰ ہی تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔

انہیں اِس بات کی بھی فکر رہتی کہ مَیں جماعتی پروگراموں میں شرکت کرتی رہوں۔ اگر اُن سے رابطہ میں تاخیر ہوجاتی تو وہ اس بارہ میں بھی توجہ دلاتے۔ مجھے ایک بار اُن کے خاندان کے ہمراہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا موقع ملا۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ انتہائی خیال رکھنے والے انسان تھے۔ قافلہ کے ہرفرد پر نظر ہوتی اور اُس کی آسائش کا خیال رکھتے۔ ہر بار سفر شروع کرنے سے پہلے اجتماعی دعا کرواتے۔ عورتوں کا سامان اٹھانا ہو یا شدید بارش میں خیمہ تبدیل کرنا ہو، وہ ہمیشہ وہاں موجود ہوتے۔

☆ مکرمہ ماہم منیر رامہ صاحبہ نے مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی ایسی خبروں کو اختصار سے یکجا کرکے پیش کیا ہے جو محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی وفات پر پرنٹ میڈیا کی زینت بنیں۔

= روزنامہ Junge Welt نے لکھا کہ وہ نہایت حلیم الطبع شخص تھے۔ انہوں نے اپنا نام بدل کر ہدایت اللہ رکھا جس کا مطلب ہے خدا سے ہدایت یافتہ۔ لوگ جو بھی اسلام کے متعلق رائے رکھیں لیکن اس دین نے ان کے اس نام کو بالکل ایک شفاف صاف شیشے کی مانند دکھادیا۔

= Kulturnetz.ev نے لکھا کہ امن کی تلاش میں رہنے والے سابق ہپّی ہدایت اللہ ہیوبش ایک چھپے ہوئے شاعر تھے۔ فرینکفرٹ کے سب سے پہلے ہیڈشاپ کے بانی، ہیسن کے ادیبوں کی انجمن کے بانی، بلند پایہ ادیب، صحافی اور اسلام کے عالم تھے اور ان کے اندر تعلقاتِ عامہ کی خاص صلاحیت تھی جس سے انہوں نے انسانوں کو متحد کرنا چاہا۔ وہ دو تہذیبوں کے درمیان ایک پُل بنے ہوئے تھے۔ اُن کی کمی شاید ہی پوری ہوسکے۔

= Glanz & Elend نے لکھا کہ اُن کی آپ بیتی ایسے شخص کے لئے ایک ایسی کامیاب زندگی تھی جو خوشی کی تلاش میں ہو۔

= Journal Frankfurt لکھتا ہے کہ وہ نرم مزاج تھے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کی باہمی رواداری کے لئے انہوں نے بہت ساتھ دیا۔

= روزنامہ Frankfurter Rundschau لکھتا ہے کہ وہ ایک شاعر اور مسلمان تھے۔ غیرمعمولی صلاحیت کے سب سے زیادہ سچے شاعر تھے۔ بیس سال سے زیادہ مسجد نُور کے امام رہے۔

= اخبار Die Welt نے لکھا کہ 1999ء میں ادب کا نوبل انعام حاصل کرنے والے جرمن مصنّف Gunter Grass نے ایک دفعہ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے بہت بڑا شاعر بننے کی پیشگوئی کی تھی۔

= Minister Hahn نے لکھا کہ انہوں نے Integration کا ساتھ دیا اور لبرل اسلام کا اظہار کیا۔ وہ خطبہ جمعہ جرمن زبان میں دیتے تھے اور اس طرح دو دنیاؤں کے درمیان ایک پُل بنے ہوئے تھے۔

= انٹرنیٹ کی مختلف ویب سائٹس پر لکھا گیا ہے کہ:

+ اُن کی شاعری اور نثر (جو زیادہ تر اسلام پر مبنی ہے) وہ بھی دل کی گہرائیوں سے لکھی گئی تھی۔

+ انہوں نے اتنی ساری بنیادی اینٹیں فن اور ادب کے مختلف اداروں میں رکھی تھیں کہ انسان ان سے کثیرالمنازل عمارت تعمیر کرسکتا ہے۔

+ اُن کی جدائی سے جرمن فنونِ لطیفہ ایک انتہائی پاکیزہ ادیب کو کھو بیٹھا ہے۔ ان کا رویہ عاجزی اور ملنساری لئے ہوتا تھا۔ جب کوئی ان سے برابری کی بنیاد پر سوال کرتا تو وہ مدد کے لئے تیار ہوتے تھے۔ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب عاجزی کی تصویر تھے۔ اسی سے آپ کی شخصیت بنتی تھی اور اسی لئے وہ سب کو عزیز تھے۔

کرسمس۔ چند حیرت انگیز حقائق

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 دسمبر 2011ء میں کرسمس کے چند حقائق کا بیان مکرم ظافر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ جو جناب جاوید شاہین کی کتاب ''مانیں نہ مانیں'' سے ماخوذ ہے۔

25 دسمبر کا دن دنیا میں کرسمس کے نام سے جانا جاتا ہے اور اسے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا دن تصور کیا جاتا ہے اور مغربی دنیا میں خاص کر اہم تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ جبکہ قرآن کریم سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش اگست کے مہینے میں ہوئی نہ کہ 25 دسمبر کو۔

کئی کتب کا مصنّف ڈیل کارنیگی 24 نومبر 1888ء کو امریکہ میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی کتاب "Five Minuites biographies" میں حضرت مسیحؑ کے باب میں ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں دنیا میں پائے جانے والے مختلف اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک پیش ہیں۔

سب سے پہلے پیورٹین کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کرسمس کے دن پیدا نہیں ہوئے۔ چنانچہ بعض مؤرخین نے ان کی تاریخ پیدائش 25 رمئی ثابت کی اور بعض نے 19 راپریل۔ جبکہ بعض کے مطابق حضرت مسیحؑ 17 رنومبر کو پیدا ہوئے تھے۔ بہرحال جدید مؤرخین حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے بارے میں کچھ بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتے۔

''بیت اللحم'' جہاں حضرت مسیحؑ پیدا ہوئے تھے وہاں بھی سال میں تین مختلف اوقات میں کرسمس منایا جاتا ہے۔ ایک گروہ 25 دسمبر کو کرسمس مناتا ہے۔ دوسرا 4 جنوری کو اور تیسرا 18 جنوری کو۔ اسی طرح ایبے سینیا میں 7 اور 19 جنوری کو کرسمس منایا جاتا ہے۔

کرسمس کے خلاف قوانین

کئی سال قبل کرسمس منانے کو مغربی دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ 300 برس پہلے جب نیوانگلینڈ برطانیہ کی ایک دُور افتادہ نوآبادی ہوتا تھا اور وہاں پر پیورٹین کی حکومت تھی تو وہاں کی ایک جرمن عورت جو کہ کرسمس منا رہی تھی اور اپنے صحن کے بیچ میں ایک درخت کو گاڑ کر اور سجا کر اپنے بچوں سمیت اس کے گرد ناچ رہی تھی اور ساتھ ساتھ حضرت مسیح کی پیدائش کے گیت بھی گا رہی تھی، اُس کو گاؤں کے جرگہ کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے اس جرم میں گاؤں بدر اور مذہب سے بےدخل کردیا گیا۔

پیورٹین کے زمانہ میں کرسمس منانے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس دن چھٹی بھی نہ کرتے تھے اور اسے خدا کی ہتک گردانتے تھے۔ انہوں نے ایک قانون بھی پاس کردیا جس کی رُو سے کرسمس منانے والے کو جرمانہ اور سخت بےعزتی کا سامنا کرنا پڑتا۔ کرسمس کے دنوں میں سارا انگلینڈ ایک سوگوار بیوہ کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ بعد میں جب عیسائیت کو روم کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا تو اس وقت ''سرطانالیہ'' نامی ایک تہوار کو کرسمس میں مدغم کرکے منایا جانے لگا۔

مکرمہ رشیدہ بشیر صاحبہ

لجنہ اماءاللہ جرمنی کے جریدہ ''خدیجہ'' (نمبر 1 برائے سال 2011ء) میں مکرمہ رشیدہ بشیر صاحبہ کا مختصر ذکرخیر اُن کی بیٹی مکرمہ عابدہ بشریٰ خالد صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرمہ رشیدہ بشیر صاحبہ 1947ء میں اوکاڑہ میں پیدا ہوئیں۔ کمسنی میں ہی والدہ کی شفقت سے محروم ہوگئیں تو آپ کے والد محترم مولوی جمال دین صاحب نے آپ کو حضرت سیّدہ چھوٹی آپاؒ کی سرپرستی میں دے دیا۔ یہیں آپ نے پرورش پائی اور حضرت مصلح موعودؓ کی تجویز پر رشتہ بھی ہوا۔ محترم میر محمود احمد ناصر صاحب آپ کے وکیل بنے۔

آپ بہت رکھ رکھاؤ والی تھیں۔ تنگی ترشی میں بھی صبر اور حوصلہ دکھاتیں۔ خیرات بہت کرتیں۔ غرباء کی مدد نہایت خاموشی سے کرتیں۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنی چھ طلائی چوڑیاں مساجد فنڈ میں دے دیں۔ بہت مہمان نواز تھیں۔ اکثر سالن پکنے پر ایک ڈونگا نکال لیتیں کہ شاید کوئی مہمان آجائے۔ گھر میں موسمی پھل آتا تو تین حصوں میں تقسیم ہوجاتا۔ ایک حصہ ہم سات بھائی بہنوں کے لئے، دوسرا رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا یتیموں کے لئے۔ اپنے سسر، ساس اور دیگر عزیزوں کی بہت خدمت کی۔ آپ کے ایک دیور مکرم مسرت احمد صدیقی صاحب جوانی میں شہید ہوگئے تھے۔ اُن کی فیملی کا خاص خیال رکھتیں۔

آپ روزانہ صبح تلاوت کرتیں اور چلتے پھرتے دعائیں کرتی رہتیں۔ کہتیں کہ یہ عادت مَیں نے حضرت امّاں جانؓ سے سیکھی ہے۔

آپ 1986ء میں جرمنی آگئی تھیں اور یہیں دل کے آپریشن کے بعد وفات پائی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 دسمبر 2011ء میں مکرم شریف احمد صدیقی صاحب کا حمدیہ کلام شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

قادرِ مُطلق خدا کی ذات پر ایمان ہے
وہ خدا وہم و گماں سے جس کی بالا شان ہے
برگ و گل میں اور چمن کے رنگ و بُو میں ہرطرف
اس کی قدرت کے تماشوں کا عجب سامان ہے
بے کسوں اور غم زَدوں کے درد کا ہے چارہ گر
بے سہاروں کا سہارا اِک وہی رحمان ہے
اُس کی ہستی سے دمِ ہستی میں سوز و ساز ہے
الغرض اس کے سہارے زندگی میں جان ہے
جستجوئے یار میں کھو کر جو صدیقی رہا
وہ بڑا ہی نیک فطرت باخدا انسان ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 23, 2016 – December 29, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 23, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars Majmooa Ishteharaat
00:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 01.
00:55 Jalsa Salana Germany Address To German Guests: Recorded on June 25, 2011.
02:00 Open Forum
02:35 Spanish Service
03:20 Pushto Service
03:35 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 67 - 78 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 70, recorded on July 19, 1995.
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 344.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 02.
07:00 Pan African Dinner: Rec. November 26, 2011.
07:35 Roshan Hoi Baat
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on December 17, 2016.
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 26-47.
11:50 Islami Mahino Ka Ta'aruf
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Rec. November 28, 2013.
15:45 Roshan Hoi Baat [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Pan African Dinner [R]
19:05 Chef's Corner
19:35 In His Own Words
20:20 Deeni-o-Fiqahi Masa'il [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday December 24, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:00 Pan African Dinner
01:35 Chef's Corner
02:10 Friday Sermon
03:30 Deeni-o-Fiqahi Masa'il
04:15 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 345.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 11.
07:00 Jalsa Salana UK Concluding Address: Recorded on July 24, 2011.
08:25 International Jama'at News
09:00 Question And Answer Session: A question and answer session with Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Rec. February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on December 23, 2016.
12:15 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 48-75.
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Hamara Aaqa
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Concluding Address
19:45 Faith Matters: Programme no. 182.
20:45 International Jama'at News
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday December 25, 2016

00:05 World News
00:20 Tilawat
00:30 In His Own Words
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Concluding Address Address
02:55 Friday Sermon
04:05 Hamara Aaqa
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 346.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 02.
06:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on May 09, 2015.
07:55 Faith Matters: Programme no. 182.
09:05 Question And Answer Session
09:55 Indonesian service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 10, 2015.
12:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 76-91.
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on December 23, 2016.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. November 28, 2013.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
16:30 Shama~il-e-Nabwi
17:00 Kids Time: Programme no. 45.
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
19:30 Beacon Of Truth
20:35 Ashab-e-Ahmad
21:30 Quranic Archaeology
22:00 Friday Sermon [R]
23:15 Question And Answer Session [R]

Monday December 26, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
02:15 Ashab-e-Ahmad
02:50 Friday Sermon
04:20 In His Own Words
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 347.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 12.
07:00 Inauguration of Tahir Mosque in Catford, London: Recorded on February 11, 2012.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. August 01, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on July 29, 2016.
11:10 Yaume Masih-e-Ma'ood
12:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 92-113.
12:10 Dars-e-Hadith [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Rec. February 04, 2011.
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Yaume Masih-e-Maood [R]
15:55 Rah-e-Huda: Recorded on December 24, 2016.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Inauguration of Tahir Mosque in Catford, London [R]
19:35 Somali Service
20:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:20 Yaume Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday December 27, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:20 Inauguration of Tahir Mosque in Catford, London
02:35 Kids Time
03:10 Friday Sermon
04:25 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 348.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 09, 2015.
07:55 Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:55 Question & Answer Session
10:00 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 23, 2016.
12:05 Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 1-16.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:25 Yassarnal Quran [R]
12:50 Faith Matters: Programme no. 182.
13:50 Bangla Shomprochar
14:50 Spanish Service
15:30 Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:00 Noor-e-Mustafwi
16:30 Islami Mahino Ka Ta'aruf
17:10 Yassarnal Quran [R]
17:55 World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:15 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 25, 2016.
20:25 The Bigger Picture
21:15 Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
21:35 Australian Service
21:55 Faith Matters [R]
22:55 Question And Answer Session

Wednesday December 28, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:50 In His Own Words
03:20 Story Time
03:45 Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:05 Noor-e-Mustafwi
04:15 Australian Service
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 349.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 12.
07:00 Atfal Ijtema Germany Address: Rec. September 16, 2011.
07:55 The Bigger Picture
08:35 Introduction to Waqfe Jadid
08:55 Urdu Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
09:45 Indonesian Service
10:50 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 23, 2016.
11:55 Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 17-31.
12:05 Dars-e-Hadith [R]
12:20 Al-Tarteel [R]
12:50 Friday Sermon: Recorded on December 17, 2010.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35 Kids Time: Prog. no. 45.
16:10 Quiz Roohani Khazaa'in
16:25 Faith Matters: Programme no. 181.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Atfal Ijtema Germany Address [R]
19:15 Introduction to Waqfe Jadid [R]
19:35 French Service
20:10 Quiz Roohani Khazaa'in [R]
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Kids Time [R]
21:35 Friday Sermon [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan: Rec. December 24, 2016.

Thursday December 29, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
01:00 Al-Tarteel
01:30 Atfal Ijtema Germany Address
02:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
02:55 Quiz Roohani Khazaa'in
03:20 In His Own Words
03:55 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 350.
06:05 Tilawat
06:20 Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
06:45 Inauguration Of Baitul Wahid Mosque: Recorded on February 24, 2012.
07:55 In His Own Words
08:25 Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 74-90 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 71, rec. July 20, 1995.
09:50 Indonesian Service
10:55 Japanese Service
12:00 Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 32-47.
12:10 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Rec. December 25, 2016.
13:50 Friday Sermon: Recorded on December 23, 2016.
14:50 Hijrat
15:20 Seerat-un-Nabi
15:45 Persian Service
16:10 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Baitul Wahid Mosque [R]
19:05 Open Forum
19:35 Faith Matters
20:40 Seerat-un-Nabi [R]
21:10 In His Own Words [R]
21:45 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:00 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 23 December , 2016 | Issue No. 52

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔سینکڑوں افراد جماعت نے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور برکتوں سے فیضیاب ہوئے۔

Metroland Media کو انٹرویو۔ پریس ومیڈیا کوریج۔نماز جنازہ حاضر وغائب۔تقریب آمین۔خطبہ جمعہ۔تقریب بیعت۔

کالج اور یونیورسٹی کی طالبات کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس۔مختلف موضوعات پر طالبات کی پریزینٹیشنز اور حضورانور کے ساتھ دلچسپ اور اہم مجلس سوال وجواب۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

18/اکتوبر بروز منگل 2016ء

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے ''مسجد بیت النصیر آٹوا'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بج کر 45 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر بیت النصیر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

Metroland Media کی جرنلسٹ کو انٹرویو

میڈیا گروپس Metroland Media کی نمائندہ جرنلسٹ Bryer Dodge حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئی ہوئی تھی۔

ملاقاتوں کے دوران بارہ بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک دوسرے کمرہ میں انٹرویو کے لئے تشریف لائے۔

جرنلسٹ برائیر ڈاج (Bryer Dodge) نے عرض کیا: میں اس علاقہ میں (New Orleans Paper) کی طرف سے کام کرتی ہوں اور ٹورانٹو سٹار کی نمائندگی کررہی ہوں۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ وقت آپ کے لئے بہت دلچسپ ہے ۔آپ کے لئے بھی اور آپ کی جماعت کے لئے بھی کیونکہ کل آپ Parliament Hill میں تھے۔آپ کی پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ کیا باتیں ہوئیں؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا: دنیا کے حالات سے متعلق مشترکہ نکات پر بات چیت ہوئی۔ یہ بات ہوئی کہ ہم کیسے حالات کا سامنا کرسکتے ہیں۔دنیا ایک crisis سے گزر رہی ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کینیڈا پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔اب جو بھی ہوگا اس کا سب پر اثر ہوگا کیونکہ دنیا ایک global village بن چکی ہے۔کوئی بات کہیں پر بھی ہو سب پر اس کا اثر پڑے گا۔سوال یہ ہے کہ ہم Syrian crisis اور refugee crisis کے مسائل کا کیسے حل نکالیں۔دنیا کو بعض مشترکہ مسائل کا سامنا ہے۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: کینیڈا میں refugees کے متعلق کوئی بات ہوئی؟ اس بارہ میں بات ہوئی کہ کینیڈا اس مسئلہ کو کیسے حل کررہا ہے؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا: کینیڈا کی گورنمنٹ پہلے سے ہی اچھا کام کررہی ہے۔اور پناہ گزینوں کو جگہ دے رہی ہے۔اور کینیڈا کے لوگ پناہ گزینوں کے ساتھ اچھا تعاون کرتے ہیں۔اس لئے اس بارہ میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: بعض لوگ اس تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ کینیڈا کی گورنمنٹ radicalization کو روکنے کے لئے اچھے اقدام نہیں کررہی۔

اس پر حضورِانور نے فرمایا: تمام حکومتوں اور کینیڈا کی حکومت کو ایسے اقدام کرنے چاہئیں جن سے radicalization کا خاتمہ ہو۔آپ کو مجھ سے بہتر پتا ہے کہ کینیڈا کی حکومت اس پر عمل کررہی ہے یا نہیں۔کل کی ملاقات سے مجھے تاثر ملا ہے کہ گورنمنٹ کو بہت زیادہ احساس ہے کہ radicalization کو روکنا چاہئے۔

جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ سب سے ضروری کام کونسا ہے جس سے radicalization کو ختم کیا جاسکے؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا: تمام بڑی حکومتوں کا ایک گروپ ہے۔ان کی یو این جنرل اسمبلی میں ایک آواز ہے۔کینیڈا G-8 ممالک کا بھی حصہ ہے۔ان سب کی ایک اکٹھی کوشش ہونی چاہئے۔اس لئے میں ہمیشہ کہتا ہوں اور کل بھی میں نے اشارۃً اپنے خطاب میں کہا تھا کہ گورنمنٹ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور radicalization کو ختم کرنے کے لئے اقدام کرنے چاہئیں۔مثلاً یوکے میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو مولویوں کے زیرِ اثر ہیں۔وہاں میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کو ان کے مدرسوں، سکولوں، اور مساجد پر جہاں خطبات دیئے جاتے ہیں گہری نظر رکھنی چاہئے۔انٹرنیٹ کا بھی ایک کردار ہے۔اس کو بھی مانیٹر کرنا چاہئے۔اس کے علاوہ بھی بہت سے اقدام ہیں جو اٹھانے چاہئیں۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: اس وقت امریکہ کے ایک presidential candidate نے بعض ایسے اقدام تجویز کئے ہیں جو بہت سخت ہیں۔آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا: لگتا ہے کہ آپ کی رائے میں وہ بھی radical ہے۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: Radical لفظ کے معنی اور اس کی تجاویز کو مدِنظر رکھتے ہوئے وہ واقعتاً radical ہے۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا: جس طرح وہ اپنی campaign چلا رہا ہے لگتا ہے کہ وہ پریزیڈنٹ نہیں بننا چاہتا۔اگر وہ امریکہ کا پریزیڈنٹ بن جاتا ہے تو امریکہ میں بہت سے ethnic گروہ ہیں۔افریقن امریکن کی لاکھوں میں تعداد ہے۔اسی طرح مسلمان بھی ہیں۔اگر وہ یہ کہتا ہے کہ وہ افریقن کے ساتھ ایسا سلوک کرے گا، اور مسلمانوں کے ساتھ بھی، اور ایشیا کے لوگوں کے ساتھ بھی، تو یہ فضول بات ہے۔اگر وہ واقعتاً جیت جاتا ہے میرا نہیں خیال کہ وہ سب کچھ کرے گا جو وہ کہتا ہے اور نہ ہی اپنی بیان شدہ پالیسیوں پر عمل کرے گا۔کیونکہ اس کو ایک پارٹی کی حمایت ہے۔اور پارٹیوں کی اپنی manifesto ہوتی ہے جس پر عمل کرنا لازمی ہوتا ہے۔میرا نہیں خیال کہ وہ سب کچھ کرے گا جو وہ کہہ رہا ہے۔ہاں جو وہ کررہا ہے وہ صرف الیکشن جیتنے کی ترکیب ہے۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: اس کے بعض اعمال سے نفرت اور دقیانوسی تصورات پھیل رہے ہیں۔غیر مسلم لوگوں کو آپ اس بارہ میں کیا نصیحت کرتے ہیں۔خاص طور پر کینیڈا اور امریکہ کے لوگوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں؟ وہ اپنے مسلمان دوستوں سے کیسا رویہ اختیار کریں؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا: اگر ایک مسلمان اچھا شہری ہے تو انہیں ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے۔یہی اصل بات ہے۔چونکہ وہ دونوں ایک ہی ملک کے شہری ہیں تو انہیں امن کے ساتھ رہنا چاہئے۔کہا جاتا ہے کہ مسلمان اپنے ملک کے وفادار نہیں اور اس معاشرے سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔یہ سچی بات نہیں ہے۔کیونکہ اگر وہ وفاداری نہیں کررہے تو یہ ان کا اپنا عمل ہے۔اسلام کی تعلیم نہیں ہے۔اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اپنے وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جیسے آپ اپنے خالق کا حق ادا کرتے ہیں اسی طرح مخلوق کا بھی حق ادا کرنا چاہئے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہم وطن کی عزت کریں۔اگر یہ ہو تو پھر کوئی نفرت باقی نہیں رہے گی اور نہ ہی کوئی اور مسئلہ پیدا ہوگا۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: آپ نے انٹرنیٹ کے بارہ میں ذکر کیا لیکن وہ ایک فائدہ مند چیز بھی ہے۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی جماعت نئی ایجادات کو نوجوان مسلمانوں کے فائدہ کے لئے استعمال کرسکتی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا: ہمیں تو صرف احمدی نوجوانوں کی فکر ہے۔ہم radicalized نہیں ہورہے باوجود اس کے کہ ہمارے نوجوان انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں۔ان کے پاس بھی انٹرنیٹ کی access ہوتی ہے۔لیکن اس میں سے بری چیزیں لینے کی بجائے وہ اس سے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔انٹرنیٹ کے بہت سے فائدے بھی ہیں۔اگر طلباء کو سکھایا جائے اور والدین مانیٹر کریں تو پھر انٹرینٹ کے ذریعہ کوئی radicalization نہ ہو۔ اور حکومتوں کو بھی بعض اقدام کرنے چاہئیں۔مجھے نہیں پتہ کہ آپ کی آزادی پر اثر پڑتا ہے یا نہیں لیکن انٹرنیٹ بعض حالات میں مانیٹر ہونا چاہئے۔لیکن بعض صورتوں میں انٹرنیٹ کی کمپنیاں کبھی بھی کسی شخص کی ذاتی اکاؤنٹ میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتیں۔لیکن ملک کے فائدہ کے لئے ان کو یہ کرنا چاہئے۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: کینیڈا کے رہائشیوں کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا: احمدیوں کا یہی پیغام ہے کہ ہم قانون کی پابندی کرنے والے لوگ ہیں۔ہم تو ہمیشہ اس بات کو مانتے ہیں جس کا میں پہلے ذکر کرچکا ہوں کہ اپنے وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔یہی پیغام میں ہمیشہ سے دیتا آیا ہوں۔ ہمارے بچوں کو شروع سے یہی سکھایا جاتا ہے کہ تم نے قانون کی پابندی کرنے والا بننا ہے، تم نے ملک کا وفادار بننا ہے اور تم نے ملک میں رہتے ہوئے معاشرے کا حصّہ بننا ہے۔بچوں کے علاوہ بڑوں کو بھی یہی

باقی صفحہ نمبر 9پر ملاحظہ فرمائیں